ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گو یم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو بینی | دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۔ ۔ ۔ ۳
خواص و معاونین سے ۔ ۔ ۔ ۵
ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۶
غیر مذاہب والوں سے ۔ ۔ ۔ ۲/۱۲
مستطیع لوگوں سے ۔ ۔ ۔ ۶/۱۲

جلد ۹ | دار الامان قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء | نمبر ۸

پیام ناظر

از حضرت میرزا ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

یہاں آیا ہے اک بندہ خدا کا
وہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
اسے کہتے ہیں اب یہ لوگ دجال
ہوا ہے اہل دنیا کا عجب حال
مسلماں ہو گئے خود اُس کے دشمن
بنے ہیں مولوی بھی اُس کے رہزن
سناؤں تم کو کیا غم کی کہانی
ہوئے ہیں دشمن جاں یار جانی
مگر اللہ ہے ان کا مددگار
لگا لیں زور جتنا چاہیں اشرار
اخیری فتح ہے یاں متقی کی
اُکھڑ جائے گی آخر جڑ بدی کی
بدوں کو ہو گی آخرکار یاں ہار
وہ پہنیں گے گلے میں لعنتی ہار
زمانہ آ گیا نصرت کا نزدیک
مگر معلوم ہے اللہ کو ٹھیک
ابھی باقی ہے کتنے روز کی ڈھیل
خدا کے ہاتھ ہے تاخیر و تعجیل
صبوری سے مدد مانگو خدا سے
گذارو زندگی تم اتقا سے
کرو نیکی کہ تا نیک انجام پاؤ
اگر لینا ہے کچھ ایمان لاؤ
جماعت میں ہو اس مہدی کی شامل
ملو کامل سے تا ہو جاؤ کامل
ادھر آؤ ہدایت لٹ رہی ہے
پھرو گے ہدایت گمراہ تا کہ
پیو اگر محبت کا پیالا
عداوت سے کرو تم منہ کو کالا
ملو مہدی سے تم پاؤ ہدایت
کرو اسلام کی آ کر حمایت
چلو عیسیٰ کی خدمت میں چلو تم
حیات جاوداں گر چاہتے ہو تم
دل مردہ کو دیتے ہیں جلا وہ
عجب کرتے ہیں شیشہ کو جلا وہ
سنو لوگو نہ تم بیہودہ باتیں
گذارو فانی دنیا میں چند راتیں
یہاں اخلاص سے تم چل کے آؤ
کہ تم کو یہاں کچھ پھل بھی پاؤ
کرو تحقیق یاں آ کر ہر اک بات
نہ تم کو تہ کرو تحقیق سے مات
پرے بیٹھے نہ تم باتیں بناؤ
تم اس مرد خدا کے پاس آؤ
کرو ہر بات کی تحقیق تم خود
خدا نے تم کو دی ہے عقل اور بُد
بہانہ بازیوں کو چھوڑ دو تم
مہاریں اس طرف کو موڑ دو تم
رضا جو ہو کرو یاں آ کے تحصیل
کرو حالات میں کچھ اپنے تبدیل
خدا کے فضل سے لو آ کے
عداوت کا کرو تم پاک قصہ
خیال خام تم دل میں نہ لاؤ
کسی بدگو کے دھوکے میں نہ آؤ
خدا کے قہر سے ہر دم ڈرو تم
نہ اس مردار دنیا پر مرو تم
یہاں آ کر کرو ایمان تازہ
کہ حاصل ہو تمھیں اک جان تازہ
پرانے دسوسے دل سے مٹاؤ
کلام اللہ پر ایمان لاؤ
رسول اللہ کے اقوال دیکھو
اور اس مہدی کے تم اعمال دیکھو
نمونہ ہے یہ احمد مجتبےٰ کا
یہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
امام وقت و مہدی زماں ہے
تمھارا دھیان اے لوگو کہاں ہے
محبت سے تم اس کو آ کے دیکھو
کہ تا اس کی صداقت تم پہ وا ہو
غرض سے پاک ہے یہ عرض میری
قسم کھاتا ہوں میں اس پر خدا کی
نصیحت اور محبت سے کہا ہے
یہ سچی بات ہے شاہد خدا ہے

قیمت رسالہ سراج الحق محصول

وفات مسیح میں نرالی اور اچھوتی بحث ہم رسالہ سے کم باہر نہیں جا سکتا۔ قریب ہے کہ خریدار و ناگوار دوم کے اڈیشن کا انتظار کرتا ہے۔ سراج الحق نعمانی از قادیان

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور شعائر اللہ کی پروا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہو کر بہائم کی سی سیرت اختیار کر لی۔ تو پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اُسکا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اُسکا خاتمہ ہو گیا۔ پس انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کھلی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ گھڑی لے آتی ہیں جس کا اُسے آسایش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت دل پر ہے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا ہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اسکی توفیق مانگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے

اسقف لفرائے اعلیٰ حضرت نے فرمائی تھی کہ مشیر اعلیٰ صاحب نے بڑے شفاعت سے ذیل کا سوال آپکو پوچھا۔ ایڈیٹر

سوال آپ کی طرف سے نبی یا رسول ہونے کے کلمات شائع ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور اور بھی تحقیر کے کلمات بعض اوقات ہوتے ہیں جنپر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت اقدس - ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہ تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا - لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا - یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے - اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اُسکا کلام سُنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پرواکروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اُس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اُسکے کلام سے سرگردانی کرنا اسکو بہت ہی بُرا سمجھتا ہوں اور میں اسکو چھوڑکر کہیں نہیں جاسکتا - اگر ساری دنیا میری مخالف ہوجاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کرسکتا دنیا اور اُس کی ساری شان و شوکت اس **جلیل کلام** اور **خطاب** کے سامنے ہیچ اور متردار ہیں میں انکی کبھی پروا نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے میں

خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑکر کہاں جاؤں۔

(ایڈیٹر)

اسی مضمون کو اعلیحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنجا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسل یا صلحاء اُمت کی تحقیر کرتا ہوں - جیسے میں ابرار و اخیار کا ذکر ... ہوں اور ان کے مقام و قرب کا جتنا ... کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا کیونکہ ... گروہ سے ہیں اور **الجنس مع** ... سمجھنے ... دوسرے ... سے ...

... اصل مقام اور ... نہیں ...

کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اسطرح دوسرے لوگ خواہ امام حسین کو سجدہ کریں مگر وہ اُن کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں۔

اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بناویں مگر وہ اُن کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہیں - اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ - عیسائی خواہ خدا بناویں لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہیں اس صورت میں ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس - ہم ... حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں - اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی جائز عزت کرتے ہیں لیکن جب عیسائیوں سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہیں ہوتے جب تک حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ نہ کہا جاوے - اسلیے جو کچھ انکی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے - تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو۔

مشیر اعلیٰ - ان کے مقابلہ میں اگر انکی نرمی کی جاوے یہ تو اچھی بات ہے مگر ... اصول صحیح کو تو انکی خاطر نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت اقدس - اصول صحیح وہ ہوسکتا ہے جسپر اللہ تعالیٰ قائم کرے ہم ان اصولوں پر چلتے ہیں جنپر ہمکو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتوں کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہیں لاتا

تو مرنیکے بعد اسکی حقیقت کھل جائیگی

اور خود دیکھ لیگا کہ کون **حق پر** ہے۔

میرے اس دعوے پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ - پھر آپ کے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں **افضل ہوں** - اور آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسیطرح آنے والا محمدی مسیح - موسوی مسیح سے افضل ہے - اسوقت آپ انکار کریں تو کریں لیکن مرنے کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہوجاوے گا اور پتہ لگ جاوے گا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

میں اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہوں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں لیکن اگر کوئی میرے **صدق** کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اُس کا ... ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا ... اللہ تعالیٰ اور اُسکی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ کہتے ہیں بطور **مقلد** کے کہتے ہیں ذاتی بصیرت ... نہیں ہے لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں بطور ... کے کہتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے مکالمات سُنتا ہوں ہر روز اُس سے مخاطبات ہوتے ہیں پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کسطرح کروں۔

ہاں

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے **افضل یقین** کرتا ہے اور اسکا کوئی الگ خدا ہے تو پھر

مین دیکھلوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر میرے لیے جو تحقیق کی راہ کھُلی ہے اسکا انکار نامناسب ہے

یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہوسکتا ہے جبکہ میں براہ راست خدا تعالیٰ سے سُنتا ہوں۔

خواہ مجھے دوزخ میں ڈالدیا جاوے یا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جاوے میں اس کی بالکل پروا نہیں کرتا۔

میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا - میں نے اُن نشانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے جن نشانوں کے ساتھ **آدم - نوح - موسیٰ - ابراہیم** علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا میں اب اس راہ کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اس دروازہ کو چھوڑکر اور کس جگہ میں کیونکر جاسکتا ہوں۔

براہین احمدیہ چوبیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعوں کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اسکو کھولکر پڑھو کہ کسقدر نشان اس میں دیے گئے تھے - اور وہ اُسوقت دیے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم و گمان میں بھی وہ باتیں نہ آسکتی تھیں کہ ایسا ہوجاوے گا - مثلاً اُس میں لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایک وقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہونگے - دنیا دار مقابلہ کرینگے مگر وہ اس مقابلہ میں ناکام رہینگے اور میں تجھے کامیاب کروں گا - اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح نہیں ہوا -

جب **براہین احمدیہ** شائع ہوئی ہے تو سارے ملک میں کوئی آدمی نہیں تھا جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا - لیکن اب دیکھو کہ کسقدر رجوع دنیا کا ہورہا ہے اور اس ملک سے نکلکر امریکہ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرت ہوگئی ہے - کیا لوگوں کو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششیں نہیں کی گئی ہیں - کفر کے فتوے دیے گئے - قتل کے مقدمے بنائے گئے - جسطرح جس کسی کا بس چلا اُس نے لوگوں کو باز رکھنا چاہا - لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اُسی قدر زور و شور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اسکا نام پہونچگیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا - اب تمہیں کوئی جواب دے کہ کیا یہ انسانی کلام ہوسکتا ہے کہ چوبیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہوجاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت میں کی جاوے کہ اُس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہ ہو اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعوی کرنے والے کو چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کرے - پھر اسی براہین میں درج ہے

یاتون من کل فج عمیق
و یاتیک من کل فج عمیق

اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا - ہر آدمی نیا آنے والا مہمان اس نشان کو پورا کرتا ہے - اور مختلف دیار و امصار سے خطوط آرہے ہیں تحائف آرہے ہیں جس کے واسطے ڈاکخانہ اور محکمہ ریل کی کتابیں بھی گواہ ہیں - پھر کیا یہ معمولی نظر سے دیکھے جانیکے قابل باتیں ہیں ایسے ایسے صدہا نہیں ہزارہا نشان ہیں ان نشانوں کے ہوتے ہوئے

میں خدا تعالیٰ کا انکار کروں اور اُسکی باتوں کو چھوڑدوں!!! یہ کبھی نہیں ہوسکتا خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔

پھر ان نشانات کو الگ رکھو میں تو اپنے اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین رکھتا ہوں اور اُسکا وعدہ ہے کہ اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دیکھ لے گا۔

ہماری جماعت اسبات کی گواہ ہے اور ان میں شاید ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جس نے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو پھر آپ ہی بتائیں

کہ خدا کی راہ کو چھوڑکر میں کس کی بات سُن سکوں اسکے مقابل میں جلتی ہوئی آگ میں کود پڑنا میرے لیے آسان ہے

مگر اس کو چھوڑنا مشکل ہے۔

دیکھو وہ لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں انکی روحیں ان برکات کو محسوس کرتی ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے ان کو ملی ہیں + مگر وہ لوگ جو امام حسین کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے چال چلن کو اختیار نہیں کرتے اور انکا اتباع نہیں کرتے وہ یاد رکھیں کہ قیامت کو امام حسین سے الگ بٹھائے جائیں گے اور انسے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

نواب صاحب (شیعہ ہیں) ہم تو حضرت امام حسین کو سجدہ نہیں کرتے البتہ نواسہ رسول سمجھکر مانتے ہیں۔

حضرت اقدس - حضرت امام حسین کے نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا شہید ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اور اسی حد تک ان کو ماننا کسی خرابی کا باعث نہیں ہوا بلکہ انکی شان* میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے میرے ایک اُستاد بھی شیعہ تھے جو آپ کے ہاں بھی جایا کرتے تھے مجھے بہت سا موقع ملا ہے کہ میں اس غلو کا اندازہ کروں جو وہ امام حسین کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی ہرگز نہیں مانتے کہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے یا شہید ہوئے بلکہ وہ حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں لیکن آپ یاد رکھیں کہ جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور جس پر حضرت علی اور حضرت حسین نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں مل سکتا تعزیے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کا طریقہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی ساری عمر ماتم کرتا رہے۔

پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک امر ہے۔ جبتک انسان انبیاء علیہم السلام اور صلحا کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا انکی محبت اور ارادت کا دعویٰ محض ایک امر ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(ایڈیٹر) ونعم ماقیل

از عمل ثابت کن آن نور کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفی را راہ کنعان اگر ہے

علیہم السلام کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے نمونہ کو اختیار کریں اور اسی رنگ میں رنگین ہو کر اُن کے ساتھ سچی محبت کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اُن کے نقش قدم پر چلیں اور اگر یہ بات نہیں تو سارے دعوے ہیچ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایسی ہی مثال ہے جیسے گورنمنٹ مختلف قسم کی صنعتیں وغیرہ یہاں بھیجتی ہے اور لوگوں کو دکھاتی ہے اس سے اس کی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ لوگ ان صنعتوں کو لیکر اسکی پوجا کریں بلکہ وہ تو یہ چاہتی ہے کہ یہاں کے لوگ بھی ان نمونوں کو دیکھکر انکی تقلید کریں اور ایسے نمونے خود طیار کریں + جو طیار کرتے ہیں

وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن جو توجہ نہیں کرتے انکو کوئی فائدہ ان نمونوں سے نہیں ہوتا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی جو لوگ سچی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لیے ایک نمونہ قرار دیکر اسی کے موافق اپنا چال چلن اور عمل درست کر لیتے ہیں خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا ہے۔ اور اُن پر بھی اسی رنگ کے برکات اور فیوض کا دروازہ کھولا جاتا ہے جس قسم کے برکات انبیاء علیہم السلام کو دیئے جاتے ہیں۔ اور جو انکی اتباع نہیں کرتے وہ نامراد رہتے ہیں۔ یہ نمونہ جب سے انبیاء علیہم السلام آتے ہیں برابر چلا آیا ہے اور ہر زمانہ میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا بجز اُس آدمی کے جسکو خدا پر کبھی ایمان اور یقین نہ ہو۔

نورالدین پر ریویو

نمبر اوّل

مقدمہ نورالدین پر ریویو لکھنا تو اس قل و دماغ کا کام ہو سکتا ہے جو اس روشنی سے سینہ منور رکھتا ہو جسکی نسبت **یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٓ ولو لم تمسسہ النار** آیا ہے۔ پھر ہم جو اپنی علمی اور عملی قابلیت کا پبلک سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس کتاب پر **ریویو** لکھنے کا کیونکر حوصلہ کر سکتے ہیں؟ ہاں بروز اور ظلیت کی تہ میں ایک بات ہے جو کشاں کشاں اسطرف لاتی ہے اور ہم اسکا اظہار کسی خاص وجہ سے کرنا نہیں چاہتے الا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمکو توفیق دی اور ہم اپنے مدعا میں کسی حد تک بھی کامیاب ہو گئے پھر انشاء اللہ اس راز کو بیان کرینگے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

نورالدین پر ریویو لکھنے سے پہلے چند ضروری امور بیان کرنے کے قابل ہیں جن پر یہ ریویو مشتمل ہوگا تاکہ ناظرین الحکم ہمارے اس ریویو کی غرض و غایت ہوتی ہے پس

اولاً - ریویو کی حقیقت جس کے ضمن میں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور **ریویو** سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا؟ نیز کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے

ثانیاً - نورالدین کے مصنف و مولف حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی نورالدین کا مختصر تذکرہ۔

ثالثاً - نورالدین کی ریویو پر مصنف کا ایما

یاد رہے کہ مندرجہ حاشیہ امور پر اس ریویو میں ہم بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امور عشرہ ہمارے زیر بحث ہونگے ہر مخالف و موافق کے نزدیک ایسے دلچسپ اور مفید ہیں کہ اگر ان پر پوری بحث کی جاوے تو غالباً **نورالدین** کے برابر ایک جلد طیار ہو جاوے کیونکہ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن ہم اس توسیع خیال کے سلسلہ کو چھوڑ کر اس ریویو میں حتی الوسع ایجاز و اختصار سے کام لینگے خیر الکلام ما قل و دل

(خلاصہ) **رابعاً** - نورالدین مسلم کی نظر سے زمانہ حال کو کس قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے

خامساً - نورالدین مسلم کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کے واسطے کون کون سی کتابیں موجود ہیں

سادساً - نورالدین کے مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیات اور اسپر ریویو

سابعاً - اسمیں کچھ کچھ انتخاب اور اقتباس نمونہ کے طور پر

ثامناً - نورالدین اور اسی مضمون کی دوسری کتابوں میں امتیاز

تاسعاً - نورالدین پر ہمارے ہمعصر اہل الرائے بزرگ اور قوم کی توجہ

عاشراً - آریہ سماج اور اسلام کے مباحثین کے حکیمانہ ارشاد پر عمل ہو جاوے۔

اور ہمارے بعض ناظرین بھی جو ایسی باتوں سے شاید مذاق نہ رکھتے ہوں گھبرا نہ جائیں +

امر اوّل

ریویو لاطینی زبان کا لفظ ہے جو انگریزی اور یورپ کی دوسری زبانوں کے رگ و ریشہ میں ملا ہوا ہے۔ ریویو کا لفظ اب ہماری اردو میں بھی مستعمل ہو گیا ہے اور اخبارات اور ماہواری رسالوں میں مختلف عنوانوں کے تحت اس سے کام لیا جاتا ہے مگر حقیقۃ الحال یہ ہے کہ بڑی بے لطفی اور بیدردی کے ساتھ اور اصل اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈالکر ہمارے یہاں ریویو کی غرض و غایت اسی قدر سمجھی جاتی ہے کہ زیر ریویو چیز کی جس قدر ثنا و صفت ہو سکے کی جاوے برخلاف اس کے یورپ و امریکہ کے **ریویو نگار** جو ریویو کرتے ہیں وہ فی نفسہا ایک جداگانہ تصنیف ہوتی ہے جسمیں ملک اور قوم کو ایک علمی فائدہ پہونچایا جاتا ہے۔

کیونکہ تعلیم یافتہ موجودہ زمانہ کے ترقی یافتہ (ترقی سے مراد مادی ترقی سمجھنی چاہیے) ممالک کے محققوں کی رائے میں **ریویو** وہ ہوتا ہے جو ان مراتب کے لیے (جو اصلی مقصود ہیں) ایسا بیان ہو (علاوہ اس کے کہ اسکے نقصونکا آئینہ ہو) اسکے مفید ہونیکی کسوٹی) جو مصنف سے بڑھ کر ہو۔ مگر ہم **ریویو** کو صرف تقریظ ہی کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جس سے غالباً یہ مراد نہیں ہے۔ ریویو نویسی دراصل **عرب** کے فاضلوں اور فلاسفروں کی ایجاد ہے اور انکی شاگردی میں اہل یورپ نے اس فن کو سیکھکر اپنے رنگ پر ڈھالا ہے۔ اہل عرب (جہاں تک ہماری واقفیت ہمارے رہنمائی کرتی ہے) **ریویو** کو **النظر** بھی کہتے ہیں اور **القات** بھی اسکا نام رکھتے ہیں۔

ہمارا یہ بیان کہ **اہل عرب** اس شریف اور معزز فن کے بانی مبانی اور موجد ہیں محض خوش اعتقادی یا تعصب پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت ہی یونہی ہے ہم جو اپنے اسلاف کے دوسرے کمالات علمی سے ناواقف ہیں اسکو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ اور ہر علمی اور عملی ترقی کو یورپ سے آتا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے یورپ ہی کو ہر کمال کا موجد اور بانی سمجھنے لگے ہیں یہ تصور ہر ٹھیک نہیں ہے اس فن ریویو نویسی کے عروج کے موجد ہونے اور اسکے اسکو اوج پر پہونچانے کا حال اس محقق و واقف پر کھل سکتا ہے جو انکی نادر و علوم اور شریف و اعلیٰ درجہ کی فنون سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر ہو۔

ریویو کی بنا دراصل کیسے پڑی اور اس سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا۔ اول اول اسلام میں فلسفہ لکھا ہوا نہ تھا لیکن جب **فضلاء عرب** نے یونانی علوم کو لیکر اپنی زبان میں ترجمہ کیا تو انکے ساتھ ہی یونانیوں کا فلسفہ بھی انہی لکھا اور بایں ہمہ کہ یونانی فلسفی کی کمزوریاں بھی

ظاہر ہو چکی ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمارے درسوں اور مکتبوں میں ابھی تک وہی کورانہ چلے جاتے ہیں + غرض جب فلسفہ یونان اسلام میں داخل ہوا تو وقت کے **محققین** نے دیکھا کہ اصل مطلب سے دور نکل جانیکے سامان پیدا ہو چلے ہیں تو انہوں نے اسپر **نظر ثانی** یا **القات** لکھنی شروع کر دیے۔ جو ریویو کا اصل منشا ہے چنانچہ یہی ریویو نویسی ایک اعلیٰ درجہ کے مفید و کارگر **علم کلام** کے پیدا ہونے کا موجب ہو گئی۔

اس امر کے ماننے میں غالباً کسیکو کلام نہ ہوگا کہ یہ معزز فن علم کلام کی خاص ہے اور کسی اور قوم میں (جہانتک ہمارا علم ہے) نہیں علم کلام سے مراد اسطریق بیان کو لیتے ہیں جسمیں مسلمہ عقائد کو عقلی اور فلسفی دلائل سے ثابت کیا جاوے۔ غرض اس ریویو نگار کی وجہ سے عربوں کو وہ خزانہ ملا جو کسی اور کو نہیں ملا۔ البتہ دوسری قوموں نے اسکی آثار کا اور اسپر ازدیاد کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہم ہیں (عام مسلمان) جو اسطرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور نعمائے رحمت سے ایک **روحانی متکلم** ہم میں بھیجا ہے جس نے آکر **حقیقی علم کلام** کی بنیاد رکھدی ہے۔ اور **نورالدین** کے مصنف نے جیسا کہ ہم دکھلانے کی انشاء اللہ کوشش کرینگے اپنے ایک عزیز اور قابل قدر بھائی (خلافت راشدہ کے مصنف) کی طرح اس بنیاد پر عمارت شروع کردی ہے جزاھما اللہ خیر الجزاء

غرض

یہیں ریویو کے معنی اور اسطریق پر اس سے علم کلام پیدا ہوا اب ہم اس امر اول کے خاتمہ پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تخم تاثیر صحبت کا اثر ایک عام منقولہ ہے اسکے جزو اول کے متعلق گو بعض اہل الرائے متفق نہیں اور اسکو صحیح نہیں سمجھتے لیکن دوسرا جزو عام طور پر مسلم ہے۔ اور ہمکو اسوقت وہی ملحوظ نظر ہے۔ ہر فرقہ ہر ملک اور ہر طبقہ کے دانشمندوں اور بزرگوں کا اسپر اتفاق ہے کہ صحبت کا بڑا اثر (عام اس سے کہ کھلی ہو یا بری) کبھی غیر مؤثر نہیں اسکے مؤثر ہونیکا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کا ارشاد رب العالمین کی کامل کتاب میں موجود ہے۔ جیسے انسانی صحبت انسان پر اپنا اثر کرتی رہتی ہے اسیطرح مختلف تصانیف اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی ہیں ہمارے زمانہ کا **ربانی عالم** اور **قرآنی فلاسفر** یہی وجہ ہے کہ **ناولوں** مخرب اخلاق قصانوں اور داستانوں کو بھی سحر میں شامل کرتا اور اللہ کے چھوٹ جانے کا باعث قرار دیتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے ابنائے مصنفوں نے اس **کتابی اثر صحبت** کی بھی پرواہ نہیں کی اور نہ ملک کے ریفارمروں نے اس ضرورت کو کبھی محسوس کیا اور نہ وہ اس اثر کے متاثر ہوے + اگرچہ عدم علم عدم شے کو مستلزم نہیں لیکن اپنی انہماس سالہ زندگی میں یہ معلوم نہیں کہ بجز تذکرہ یا ملفوظات کے منہ سے کبھی نہیں سنی اسکا عام ثبوت یہ بھی ہے کہ ملک کا موجودہ لٹریچر دیکھو اور جو تصانیف اور کتب ملتی ہیں انکو پڑھو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا ہے؟ ملک کے بگڑے ہوے مذاق کتب بینی نے ملک کی اخلاقی حالت پر جو اثر کیا ہے اسکے دیکھنے کے واسطے بڑے شہروں کو دیکھو جو تعلیم اور تہذیب کے مرکز سمجھے جاتے ہیں یا ایک ضمنی بات تھی جو درد دل کیوجہ سے آگئی ورنہ اصل غرض ہماری یہی مضمون ہے کہ **تاثیر صحبت** کے رنگ میں کتابوں کے ذریعہ بہت بڑی بد اخلاقی پھیلی ہے۔ اور اسکے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو **اہل قلم** ہیں (اس سے ہماری مراد ریویو نگار) اگر وہ اپنے قلم کے ہنر اور زبان سے ایسے مصنفوں کو درست کرتے تو آئندہ تصنیفات کے سلسلہ میں اصلاح ہو جاتی۔ اور چونکہ ریویو نگاری کو دھیلا تعصب اور ماہر لوگ ہاتھ میں نہیں لیتے۔ اخلاق بگاڑنے والا لٹریچر پڑھا جاوے گا۔ غرض کسی تصنیف پر ریویو لکھنے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں اگر وہ کتاب عمدہ ہو تو اسی سے ناظرین کو فائدہ حاصل کرنیکا موقعہ ملتا ہے اگر وہ کتاب بری ہو تو اس سے احتراز کا سبق ملتا ہے۔ کوئی نقص یا کمی رہ گئی ہو تو اسکی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ان فوائد کو مدنظر رکھکر ہم اسپر ریویو کرنا چاہتے ہیں

(باقی آئندہ)

---

* **نوٹ** - حضرت نواب صاحب! جسقدر علو امام حسین کی شان میں کیا گیا ہے۔ مولوی سید علی حائری کا رسالہ وسیلہ دیکھیے جس میں تمام انبیاء کی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بھی امام حسین ہی قرار دیئے گئے ہیں (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ وجلسہ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوار شریعت اور مغز قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ یہاں نہ رہنے ہی کی وجہ سے آداب النبی کے خلاف بعض اوقات ہمارے بھائی حضرت اقدس سے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔

۹۰ فیصدی ایسے خطوط دعا کے لیے آتے ہیں جنکو دعا کرانے کی حقیقت سے خبر نہیں ہے اگر ان کو اس راز پر اطلاع ہو تو انکا قلم کانپ جاوے اور کبھی ایسی درخواستیں کرنے کی جرأت نہ کریں۔ کیا دنیادار کے رنگ میں کوئی شخص بطور خود یہ تجویز ملک معظم کو کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ کا گورنر یا عہدہ دار بنا دیں؟ ایسے آدمی کو نادان نہ کہا جاوے گا؟

دعا ایک عجیب برکت اپنے ساتھ لاتی ہے اور اس سے بڑے بڑے عقدے حل ہوتے ہیں مگر **دعا** دعا ہو جب تک اس میں وہ زینت اور خوبصورتی پیدا نہ ہو جو اس کے لوازمات ہیں اسکا کوئی اثر نہیں۔ سچا اضطراب ہو۔ کامل تبدیلی کی جاوے۔ رعایت آداب الدعا ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے دعا کی جاوے۔ پھر باب اجابت اس کے لیے جلد کھولا جاتا ہے اور دنیوی برکات بھی اسکے ساتھ ہی آتی ہیں۔

صحابہ کی خصوصیت میں نے صحابہ کی سیرۃ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور مجھے یاد نہیں کسی اولوالعزم صحابی کی پاک زندگی میں یہ پایا جاتا ہو کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیوی اغراض کے لیے یہ عرض کی ہو کہ حضور دعا کریں مجھے فلاں سلطنت مل جاوے یا میرے بیٹا ہو جاوے جو میری جائیداد کا وارث ہو۔ اس سے صحابہ کی عظمت اور انکی پاک باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھو انہوں نے گو دنیا کے لیے کوئی دعا نہیں کرائی لیکن کیا وہ دنیا سے محروم رہے؟ دنیا خود ان کے پاس آگئی۔ وہ بادشاہ بنا دیے گئے۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے انکے پاؤں میں ڈالے گئے

اب کوئی مقابلہ کرے دوسرے بادشاہوں کا جو دنیا میں ہوئے ہیں لیکن کیا وہ صحابہ جیسے بادشاہ ہوئے۔ پس تم بھی دنیا کے لیے دعائیں نہ کرو۔ اور نہ منگواؤ بلکہ دین کی عظمت اور اسکے اعلاء کے لیے خود بھی کرو۔ اور امام سے بھی کراؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے لیے ہونگی انکی اجابت یقینی ہے پھر اس کے ثمرات بھی لازمی طور پر آئینگے۔

دعاؤں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے ان کے نتائج عرصہ دراز کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن مومن کبھی تھکتا نہیں۔ قرآن شریف میں دعاؤں کے نمونے موجود ہیں ان میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

اس دعا پر غور کرو حضرت ابراہیم کی دعا روحانی خواہشوں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات بنی نوع کی بھلائی کے جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے وہ دعا مانگتے کہ میری اولاد کو بادشاہ بنا دے مگر وہ کیا کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب میری اولاد میں ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔ اس کا کام کیا ہو وہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور اسقدر قوت قدسی رکھتا ہو کہ وہ انکو پاک ومطہر کرے اور انکو کتاب اللہ کے حقائق ومعارف سکھلائے آگاہ کرے اسرار شریعت ان پر کھولے۔

یہ ایسی عظیم الشان **دعا** ہے کوئی دعا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ابتداء سے آج تک جن لوگوں کے حالات زندگی ہمیں مل سکتے ہیں کسی کی زندگی میں یہ دعا پائی نہیں جاتی۔ حضرت ابراہیم کی عالی ہمتی کا اس سے خوب پتہ ملتا ہے۔ پھر اس دعا کا نتیجہ کیا ہوا اور کب ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد اس دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان پیدا ہوا۔ اور وہ دنیا کے لیے ہادی اور مصلح ٹھیرا قیامت تک رسول ہوا۔ اور پھر وہ کتاب لایا جس کا نام قرآن ہے اور جس سے بڑھ کر کوئی رشد۔ نور اور شفا نہیں ہے۔

یہ دعاؤں کے برکات اور ثمرات ہیں۔ پھر اس دعا سے کسقدر ثمرات حضرت ابراہیم کی اولاد کو ملے تم خود سوچ سکتے ہو۔

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ بنجاتا ہے اور اسکی ساری نفسانی خواہشوں پر موت آجاتی ہے اور ساری غرض وغایت اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور اسکے دین کا اظہار اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اس کی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اسکے اسباب خود اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کی راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی۔ اور عمل کے لیے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اسکے واسطے مجاہدہ شرط ہے۔ اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ کے لیے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کریں تاکہ ان میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ ہمیں فخر ہے کہ قرآن ہمارے پاس ہے مگر یہ فخر جائز اسوقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ اور پھر ایکبار خدا کے قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس دفعہ مشکلات باقی رہ جائیں انکو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جاوے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کریگا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہو۔ بڑی ضرورت عملدرآمد کی ہے۔ ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا وہ یہ حکم تھا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

یعنی جب تک تو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیابیاں نہیں دیکھ سکتے اس لیے تو سیدھا ہو جا جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے پس خوب یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے جب تک امتحان نہ ہووے کوئی سارٹیفکیٹ کامیابی کا مل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز دی گئی

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاوینگے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خاردار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں وہ پہلے سے زیادہ تیز چلنے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف و مصائب و شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو تو کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھا ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے۔ بی۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لیکر ایم اے کے امتحان تک کسقدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے۔ کسقدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اسکے بھی یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہونچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہونچا ہے اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی طیاری روپیہ کے صرف سے اسنے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ کیلیے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوا کہ وہ کامیاب نہ ہوا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور انکے حالات پڑھو جنہیں خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونیکی وجہ سے کوئی ابتلا آیا اور انھوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی

(باقی آئندہ)

دربار شام

۲۷ فروری ۱۹۰۴ء

آج اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی + بعض احباب خصوصاً **سید تفضل حسین** صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے پیار سے فرمایا کہ آمدن بارادت رفتن باجازت آپ تو سمجھتے ہی ہیں کہ کب تک آپ کو ٹھہرنا چاہیے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ احباب عرصہ تک رہ کر آپکی پاک صحبت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اسی ضمن میں طاعون کی شدت کا ذکر ہو گیا۔ اس پر آپ نے سلسلہ کلام یوں شروع **فرمایا**

حقیقت میں سچے اسلام پر نیت کا اب وقت آیا ہے + یقین بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کرے تا وہ بھی رحم کرے کیونکہ سچ یہی ہے **من کان للہ کان اللہ لہ**۔

طاعون اور صحابہ کی شہادت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن اُن کے لیے وہ شہادت تھی۔ مومن کے واسطے یہ شہادت ہے یہی اُمتوں پر رِجْزٌ مِّنَ السَّمَاءِ تھی۔ صحابہ کسقدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن اُن میں سے بھی اسکا نشانہ ہو گئے اس سے اُن کے مومن ہونے میں کوئی شبہ نہیں ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لیے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالیٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے

پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے

صحابہ کی حفظ حدیث پر ضمنی تذکرہ

حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ تھے مگر ایک بھی بہرہ نہ تھا۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہ اُسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچاویں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہ کو اس بہرہ پن سے محفوظ رکھا + آنکھ وقت پر اگر آنکھ نہ ہو تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ان حقائق و معارف کے جو نبی مرسل لے کر آتا ہے سننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے

پہلے کلام کی طرف رجوع

غرض یہ مقام ڈر کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے **نفاق** کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم

بعض وقت انسان موجودہ حالت پر بھی بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گذارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں اس واسطے مومن کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی **بیخوف** نہ ہو اور ہر وقت **توبہ اور استغفار** کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے بُرے نتائج سے بھی خدا کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ **توبہ اور استغفار** سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

سچی توبہ کرنے والا **معصوم** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو **معاف** ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کرلے۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جاوے گا اور پھر اُس پر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

خدا تعالیٰ نے اُنکو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اسلیے یہ تشنا ایک شرط کے ساتھ ہے **ولم یکن ولی من الذل**۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ذلت کی وجہ سے کسیکو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے اُسکو کسیکی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اُسی کو پہنچتا ہے۔

ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اُس کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور نہ صرف اُسکی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل و عیال اُسکے احباب کے لیے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دیجاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور ان زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے جنہیں وہ پہنتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ **ولی اللہ** بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ

وہ خدا کا ولی ہے

انسان انسان کے ساتھ تو ظاہرداری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اُسکو خوش کر سکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا کوئی اُسکو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچا اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ **یاد رکھو** اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا **فطرتی** جوہر ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اسکا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخشد یتا ہے۔ اور پھر اسکو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرۃ میں۔ یہ کسقدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایکدفعہ درگذر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اُس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی **صفائی** کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اُسکے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو جب یہ حالت ہو۔ تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

اُس کے لیے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیے جیسے **ابراھیم** علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلت نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو

خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اُسکی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اُسے نامراد نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت قادر و کریم کا فلسفہ

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابل غور ہیں اور ان صفات پر ایمان لانے سے بھی اُمید وسیع ہوتی اور مومن کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اس کے قادر اور کریم ہونیکی ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی **فیض** نہیں ملتا ہے + دیکھو اگر کوئی شخص کریم تو ہو اور اسکے پاس ہو تو ہزاروں روپیہ دینے میں بھی اسے تامل اور دریغ نہ ہو لیکن اس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو اسکی صفت **کریمی** کا کیا فائدہ۔ یا اسکے پاس روپیہ تو بہت ہو مگر کریم نہ ہو۔ پھر اس سے کیا حاصل؟ مگر خدا تعالیٰ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ وہ **قادر** ہے اور کریم بھی ہے اور ان دونوں صفتوں میں بھی وہ **واحد لاشریک** ہے۔

پس جب ایسی قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا؟ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا فیصلہ کرے سرمد نے کیا اچھا کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

حقیقت میں اس نے سچ کہا ہے بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا ہے تو اسکے کیا فائدہ ؟ ایک عارضہ نہیں تو دوسرا اسکو آگھیر دیگا اور وہ اسطرح تباہ اور ہلاک ہو جاوے گا۔ دنیا میں اسقدر آفتوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔

پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے۔ ع

جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو

یہ من کان للہ کان اللہ لہٗ ہی کا ترجمہ ہے۔

جب انسان خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر کچھ شک نہیں ساری دنیا اسکی ہو جاتی ہے۔ ہمارے اسوقت بڑے بڑے مشکلات آکر پڑتے ہیں۔ لوگ ہمارے سلسلہ کی مخالفت کے لیے کیا کیا کوشش نہیں کرتے اسکی عدم ضرورت کے واسطے کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں ؟ ہم نماز اور کلمہ نہیں پڑھتے ؟ جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ آخر بے نصیب رہ جاتے ہیں۔

برکات نماز کسطرح ملتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ہر ایک کو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے۔ ورنہ وہ نماز نہیں ایک پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اسکو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح **کلمہ** بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھواوے جبتک **نماز** اور **کلمہ** پڑھنے میں آسمانی چشمہ سے کچھ حصہ نہ ملے تو کیا فائدہ ؟ وہ **نماز** جس میں **حلاوت** اور **ذوق** ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جسکو پڑھنے والا فورًا محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔

ابدال

جب یہ تبدیلی کسی کی حالت میں واقع ہوتی ہے اسوقت اسکا نام **ابدال** ہوتا ہے۔

احادیث میں جو ابدال آیا ہے اس سے یہی مراد لگئی ہے کہ کامل انقطاع اور تبتّل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرکے اپنی حالت میں تبدیلی کر لے۔

جیسے قیامت میں بہشتیوں میں تبدیلیاں ہونگی کہ وہ چاند یا ستاروں کی مانند ہونگے اسیطرح اسی دنیا میں بھی ان کے اندر ہونی ضروری ہے تاکہ وہ اس تبدیلی پر شہادت ہو اسی لیے آیا ہے

لمن خاف مقام ربه جنتان

اسی دنیا میں بھی ایک بہشت ہے جو مومن کو دیا جاتا ہے اسکے موافق ایک تبدیلی بھی یہاں ہوتی ہے۔ اسکو ایک خاص قسم کا عطیہ دیا جاتا ہے جو الٰہی تجلیات کے پرتو سے ملتا ہے نفس امارہ کے جذبات سے اسکو روک دیا جاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی سکینت اور اطمینان اس کو ملتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا۔

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابرٰھیم

اسی طرح اس کے لیے کہا جاتا ہے **یا نار کونی بردا و سلاما**۔ اس آواز پر اسکے سارے جوشوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ میں ایک راحت اور اطمینان پا لیتا ہے اور ایک تبدیلی اس میں پیدا ہو جاتی ہے جب تک یہ تبدیلی نہ ہو۔ نماز۔ روزہ۔ کلمہ۔ زکوٰۃ وغیرہ ارکان **محض رسمی** اور نمائشی طور پر ہیں ان میں کوئی روح اور قوت نہیں ہے اور ایسا انسان خطرہ کی حالت سے نکلکر امن میں آجاتا ہے۔

یاد رکھو

جب انسان کا وجود خدا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے اسوقت وہ جان لے کہ خدا بھی محبت رکھتا ہے کیونکہ دلرا بدل رہے است مشہور ہے

اہل و عیال کا تعہد

بہت سے لوگ ہیں جو اہل و عیال کا تعہد کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر اگر ختم ہو جاتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کے بعد انکے مال و اسباب اور جائیداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے اسکو اس سے کیا فائدہ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اسکی جائیداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اسکو کیا آرام پہونچے گا۔ مر گیا تو قصہ پاک ہو چکا۔ اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لیے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے واپس نہ آنے کے دو وعدے ہیں ایک جہنمیوں کے لیے۔ جیسے فرمایا

حرام علی قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون

اھلکنٰھا عذاب پر بھی آتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خراب زندگی کے لوگ پھر واپس نہیں آئیں گے۔ اور ایسا ہی بہشتیوں کے لیے بھی آیا ہے

لا یبغون عنها حولا

مسیح کا عدم رجوع

دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور دونوں کا عدم رجوع ثابت ہے پر معلوم نہیں کہ مسیح کو کسطرح پر واپس لاتے ہیں۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا پھر آنا فضول ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو منظور نہیں کرتا وہ **مسلمان** نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مردوں میں یحییٰ کے پاس دیکھ آئے ہیں اسپر بھی جو انکار کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

غرض

جبکہ یہ ثابت ہے کہ پھر اس دنیا میں واپس آنا نہیں ہے اور یہاں سے سب قصہ تمام کرکے جائینگے اور پھر دنیا سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔ تو املاک و اسباب کا خیال کرنا کہ اس کا وارث کوئی ہو یہ شرکا کے قبضہ میں نہ چلے جاویں فضول اور دیوانگی ہے ایسے خیالات کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا۔

ہاں

یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا۔ جیسے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکینا و یتیما و اسیرا

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بیدست و پا ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسیطرح **اولاد** جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اسکی تربیت اور پرورش کے سامان نکرے تو وہ گویا **یتیم** ہی ہے پس اسکی خبر گیری اور پرورش کا تعہد اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا۔ اور **بیوی** اسیر کیطرح ہے اگر یہ **عاشروھن بالمعروف** پر عمل نکرے تو وہ ایسا قیدی ہے جسکی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور انکی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

بلکہ

واجعلنا للمتقین اماما کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی **خادم** ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہونگے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بیخبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر انکی جائیداد کا مالک نہ بنجاوے مگر یاد رکھو کہ اسطرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ **دین کی خادم** ہو۔

اسیطرح بیوی کرے تاکہ اس سے کثرت سے **اولاد پیدا ہو** اور وہ اولاد دین کی سچی خدمتگذار ہو۔ اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اسکے سوا جسقدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ **رحم** اور **تقویٰ** مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔

اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر **گناہ** ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے "**تاریکی میں ایمان**" رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو **ایمان روشن** ہو جاتا ہے + اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے۔ کہ ہر کام میں اسکے خدا ہی مدنظر ہو۔ کھانے پینے عمارت بنانے دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خدا تعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار **عبادت** ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود **متفرق** ہوں پھر وہ **شرک** کہلاتا ہے۔

مگر مومن دیکھے کہ خدا کیطرف نظر ہے یا اور قصد ہے اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دور ہو گیا ہے

صید نزدیک است دور انداختہ

بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بد قسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف **تبتّل** کرنا اور اسکو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اسطرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اسمیں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اسطرح پر خدا کے غضب کے نیچے آجاتا ہے۔

اولاد تو نیکوکاروں اور مامور و نکی بھی ہوتی ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی دیکھو کسقدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گن نہیں سکتا مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا خیال اور طرف تھا بلکہ ہر حال میں خدا ہی کیطرف رجوع تھا۔

اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ **اسلم**۔ جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذبات نفس سے الگ ہو جاتا ہے + یہانتک کہ وہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے اگر جان نثاری سے دریغ کرتا ہے تو خوب جان لے کہ وہ سچا مسلم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ پوری اطاعت ہو۔ اور پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت جان

بھی دیدے اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے یہی کیا۔ انھوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور اپنے خون بہا دیے شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ یہ چند کلمے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لیے ہیں۔ اور اگر انسان ان پر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے جنیت قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے ناقص ایمان بچا نہیں سکتا۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور **ادعونی استجب لکم** خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ **ان اللہ لا یخلف المیعاد** اسکا فرمان ہے۔

پس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیے کہ دعائیں کرتے رہیں دوسرے صغائر کبائر سے جہانتک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اسکا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہ سے ہو کر راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر سکینت نازل کریگا۔ اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ تعالیٰ اُسکے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اُسکے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لیے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

جو مانگتا ہے اُسکو ضرور دیا جاتا ہے اسی لیے **میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی** چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خرگدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں اُنکو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں ؟

قبول دعا کا راز	یہ قاعدہ یاد رکھو کہ جب دعا سے باز نہیں آتا اور اس میں

لگا رہتا ہے تو آخر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہییں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دور ہونے سے برکات آتی ہیں۔ یوں دعا قبول نہیں ہوتی جو نری دنیا ہی کے واسطے ہو۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دعائیں کرے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر دعا

اھدنا الصراط المستقیم

ہے جب یہ دعا کرتا رہے گا تو وہ **منعم علیہم** کی جماعت میں داخل ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے زمرہ میں جو منعم علیہم ہیں داخل ہو کر یہ وہ انعامات الٰہی حاصل کرے گا جیسی عادت اللہ ان سے جاری ہے۔ یہ کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک راستباز متقی کو رزق کی مار دے بلکہ وہ تو سات پشت تک بھی رحم کرتا ہے قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کا قصہ درج ہے کہ انھوں نے ایک خزانہ نکالا۔ اسکی بابت کہا گیا کہ **ابوھما صالحا** اس آیت میں ان کے والدین کا ذکر تو ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ لڑکے خود کیسے تھے باپ کے طفیل سے اس خزانہ کو محفوظ رکھا تھا اور اس لیے اُنپر رحم کیا گیا۔ لڑکوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ستاری سے کام لیا۔

توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لیے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہییں جن سے نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے پس **اھدنا الصراط المستقیم** کی دعائیں مانگو کیونکہ اسکے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالیٰ خود دیتا ہے **سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے یہ دیتا ہے آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے بالکل سچ کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے۔

اس کے موافق **میرا بھی ایک الہام ہے**

ہر چہ باید نو عروسی را ہماں ساماں کنم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔

اس کے بعد چند سوال بعض باہر سے آئے ہوئے جماعت نے پوچھے جو استفسار اور اُنکے جوابات ہم نے درج کیے ہیں :

دربار شام

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء

الخبیثٰتُ للخبیثین	انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت

کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اُسکو پاک کر دے گا بلکہ وہ اُسکا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور ایسی خبیثات سے بچائے گا۔ **الخبیثات للخبیثین** کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت۔ ریاکاری۔ عجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خود پسندی۔ بدظنی۔ اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خیانتوں سے بچنا چاہیے اگر اپنے آپکو ان خیانتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو پاک و مطہر کر دے گا۔

تقوی کیا ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے؟	مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھے کہ تقوی کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل

ہوتا ہے ؟ **تقوی** تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اسکے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہونچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اُسکا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر۔ سجدہ میں رکوع میں قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا ہے وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کرکے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ لیکن **مومن** اور سچے **مسلمان** کا یہ شیوہ نہیں وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے

پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ہے

ایاک نعبد وایاک نستعین

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور انکی بےحرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور اسی بدصحبت میں اپنا دن رات بسر کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شوخ انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور آخر یہ خیال کرکے کہ میری دعا سنی نہیں گئی وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔

جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا رہے اسی کے واسطے کہا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہیں تدابیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے **ادعونی استجب لکم**۔ پس اگر انسان پورے تقوی کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے۔ بجا لائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اسپر رحم کرے گا۔ لیکن اگر ایک کریگا اور دوسرے کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔

تقوی کے ثمرات	انسان اسی طریق سے تقوے پر قائم ہوتا ہے اور تقوی الٰہی ہر قسم عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقوے سے نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں اور اسکے ذریعہ

اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بنتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ان اولیاءہ الا المتقون

مجاہدہ موت قبل الموت	کامل طور پر جب تقوی کی مرحلہ باقی نہ رہے تو

پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقوی حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے۔ کیونکہ جب نفس کے تقاضے

پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا - اسی لیے کہا گیا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

نفس امارہ گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذت تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے جب اس پر موت آجاوے گی تو چونکہ خلا محال ہے اس لیے دوسری لذات جو تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہو جاویں گی -

یہی وہ بات ہے جس کی ساری جماعت کو ہر وقت مشق کرنی چاہیے - جیسے بچے جب تختیوں پر بار بار لکھتے ہیں تو آخر خوش نویس ہو جاتے ہیں -

والذین جاھدوا فینا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف دعا کرتا ہے دوسری طرف مجاہدہ کرتا رہے آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آجاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے بہت سے انسان ہیں جو نفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں -

جماعت کی اندرونی اصلاح

میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے - یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے -

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے - خدا کا نام ستار ہے پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا - چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے -

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا - ایک ملا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے بادشاہ نے اس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جاوے گا - جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا - جب بادشاہ سے پوچھا کہ کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے -

یہ بڑی رعونت کی جڑ بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیا جاوے - ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے - غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں - اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی

تقویٰ کو حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں - متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے - جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں - ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی ہے اگر وہی جوش - رعونت - تکبر - عجب ریاکاری - سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک بھی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہونے لگیں گے - نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ با خدا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے - اور یہی طریق نیک بختی کا ہے -

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے

آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے -

اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو سخت افسوس اور کم نصیبی ہے - پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ - کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا سے ہے - بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو - بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ - اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو - ہمسایوں سے نیک سلوک کرو - اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو - اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ

یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے

دربار شام

۲۱ فروری ۱۹۰۲ء

موسمی بلاؤں اور وباؤں کے تذکرہ پر فرمایا

وبائیں اور بلائیں کب آتی ہیں

جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے تو یہ وبائیں دنیا میں آتی ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پروا نہیں کرتا - میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان شوخیوں اور شرارتوں میں کوئی فرق نہیں آیا + باوجودیکہ **طاعون** ایک کھا جانے والی آگ کی طرح بھڑک رہی ہے - لیکن وہی مکر و فریب اور بدکاری کے بازار گرم ہیں بلکہ ان میں زیادتی ہی نظر آتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کیا مرضی ہے - اللہ تعالیٰ نے بخشتا نہیں پہلے زمانہ میں بھی جب لوگ گناہ سے باز نہیں آئے تو زمین کے تختے پلٹ دیے گئے ہیں اور شہروں کے نام و نشان مٹا دیے گئے ہیں - جب **طاعون** پہلے پہل پھیلا ہے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ یونہی ایک اتفاقی بیماری ہے بہت جلد نابود ہو جاوے گی لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت جبکہ ابھی اس کا نام و نشان بھی نہ تھا مجھے اطلاع دی تھی کہ یہ **وبا** آنے والی ہے ویسے ہی ابھی یہ خوفناک عذاب **بمبئی** ہی میں پھیلا ہوا تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ یہ وبا سارے **پنجاب** میں پھیل جاوے گی + اس پر عاقبت نااندیش لوگوں نے ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے + مگر اب دیکھ لو کوئی **جگہ** ایسی نہیں جو اس سے خالی ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہے بھی تو اس کے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے اس کے محفوظ رہنے کا کوئی معاہدہ نہیں ہو چکا - حقیقت میں یہ بڑے ہی اندیشہ اور فکر کی بات ہے جبکہ کوئی **علاج** بھی اس کا کارگر **نہیں ہوا** - اور زمینی تدابیر میں ناکامی ہوئی ہے تو پھر اس قدر ضروری ہے کہ لوگ سوچیں کہ یہ **بلا** کیوں آئی ہے اور اس کا **علاج کیا ہے؟**

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جب تک لوگ سچی **توبہ** اور **رجوع الی اللہ** نہیں کرتے اور ان شوخیوں اور **شرارتوں** سے باز نہیں آتے جو خدا کی باتوں سے کی جاتی ہیں یہ **عذاب** پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا - لیکن جب انسان **توبہ** اور **استغفار** کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا نمونہ دکھاتا ہے تو پھر خدا بھی رجوع برحمت کرتا ہے - مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور قسم قسم کے گناہ اس زمین پر ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عذاب الٰہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں - پہلی کتابوں میں بھی اس وبا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ قیامت کے قریب عام مری پڑے گی - سو اب وہ دن قریب آگئے ہیں اور مری پڑ رہی ہے + جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کا آخر ہے -

اس بات کو مکرر یاد رکھو کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیے - وہ نہیں رہتا یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے اس وقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں ان کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں - اسی طرح جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے تو بعض تو اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو بچ رہتے ہیں ان کی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا ہے - سو یہی حال اب ہو رہا ہے اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ تقویٰ اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اور جو رسمی طور پر دیندار کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں اپنے خیال اور رائے سے جو جی میں آتا ہے کر گذرتے ہیں اور حقیقت اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لیے بیٹھے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہو جاتی ہے - اور اب یہ وہی دن ہیں - کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے بغض کیا جاتا ہے اور عملی حالتیں خراب ہو چکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہو گیا ہے اور اس حالت پر پہنچ گیا ہے جس کو اعتدا کہتے ہیں - ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چپ چاپ تھے اگرچہ اسلام کے ساتھ ان کی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابود کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں نہیں کی جاتی تھیں اور وہ مذہبی زہر نہ تھا جو آج ہے - پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں تو شاید ایک بھی نہ ملے - لیکن اب اس قدر کتابیں اخبارات اور رسالے - اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بن جاوے

بعض پرچے عیسائیوں کے کئی کئی لاکھ طبع ہوتے ہیں جن میں ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ ایسا مجدد مصلح اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسے وقت آیا جبکہ دنیا نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے دنیا کو پاک صاف کیا اور اس مردہ عالم کو زندہ کیا اسکی پاک شان میں وہ فحش گالیاں دیجاتی ہیں جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے کبھی کسی کو نہیں دیگئیں۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ ان کم بختوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو نشانہ بنایا ہے۔

ایک عاجز ابن آدم کو خدا بنایا جاتا ہے اور بدعملی کو بیحیائی اور جرأت سے کیا جاتا ہے۔ ام الخبائث (شراب) پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ مگر اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاک و مطہر انسان کی پاک ذات پر حملے کرنے کے لیے زبان کشائی کرتے ہیں۔ ان کے ملکوں میں جاکر اگر کوئی عفت اور پارسائی کا نمونہ دیکھنا چاہے تو اسے معلوم ہوگا کہ کفارہ کے کیا کیا برکات انپر نازل ہوئے ہیں۔ جو بڑے مہذب کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ تن دنیا ہی کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ایسے سرنگوں دنیا کے سامنے ہوئے ہیں کہ انھوں نے دنیا ہی کو خدا سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک ان شاء اللہ کہنا بھی ہنسی کی بات ہے اور ان کے اثر سے ہزاروں لاکھوں انسان تباہ ہو رہے ہیں۔ اور توجہ الی اللہ اور خدا تعالے پر بھروسہ کرنا خطرناک غلطی اور حماقت ہے باوجودیکہ یہ حالت ان لوگوں کی ہو رہی ہے لیکن اسلام کے استیصال کے لیے وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں مگر یاد رکھو کہ

اسلام ان کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے

اب اسلام کی اندرونی حالت دیکھو۔ فیض کا چشمہ علماء تھے مگر انکی حالت ایسی قابل رحم ہو گئی ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم آجاتی ہے۔ جس غلطی پر کوئی اڑ گیا ہے یا جو کچھ اسکے منہ سے نکل گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ اس غلطی کو جسنے ظاہر کیا جھٹ پٹ اسے کافر اور دجال کا خطاب مل گیا حالانکہ صادق اور راست باز کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں اسے کسی اپنی غلطی کا پتہ لگا ہے وہیں چھوڑ دیتا ہے اسے ضد اور اپنی غلطی پر نہیں ہوتا۔ مختلف فرقے بنا۔ باہمی تکفیر فرقان اور اسلام سے ان کی صاف طور پر انکی حالت کو بتا رہی ہے نہ صرف دنیا تک ہی انکی سزا اور اثر بھی دنیا ہی تک محدود ہے مگر جو امور عاقبت کے متعلق ہیں۔ ان میں اگر سستی اور بے پروائی کی جاوے تو اسکا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔

میں بعض وقت ان لوگوں کی حالت دیکھکر سخت حیران ہو جاتا ہوں اور خیال گذرتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالے پر یقین نہیں ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ آیات و نشانات دیکھتے ہیں ہم دلائل پیش کرتے ہیں مگر انپر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مومن کے سامنے اگر اللہ تعالے کا کلام پیش کیا جاوے وہ فوراً ڈر جاتا ہے اور جرأت سے اسکی تکذیب پر لب کشائی نہیں کرتا مگر انکی عجب حالت ہے کہ ہم اپنی تائید میں سب سے اول تو یہ پیش کرتے ہیں کہ

خدا نے مجھے مامور کیا ہے

اور پھر اپنی تائید دعوے میں ہم آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں اس سے بھی ترساں ہو جاتے مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں مگر تکذیب کرتے ہیں عقلی دلائل کا اثر نہیں غرض جو طریق ایک راستباز کی شناخت کے ہو سکتے ہیں وہ سب پیش کیے جاتے ہیں لیکن ایک بھی نہیں مانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بھاگے جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ کیوں بھاگے جاتے ہو کہ انھوں نے کہا کہ جاہلوں سے بھاگتا ہوں۔ اس نے کہا کہ انپر وہ اسم اعظم کیوں نہیں پھونکتے انھوں نے کہا کہ وہ اسم اعظم بھی انپر اثر نہیں کرتا۔

حقیقت میں جہالت بھی ایک خطرناک موت ہے مگر یہاں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسا جہل ہے قرآن پڑھتے ہیں تفسیریں کرتے ہیں حدیث کی سند رکھتے ہیں۔ مگر جب ہم پیش کرتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں یا یہ نہ خود مانتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے دیتے ہیں۔

یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ انسان کی ہستی کی غرض و غایت کو بالکل بھلا دیا گیا ہے خود خدا انسانی خلقت کی غرض تو یہ بتاتا ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

مگر آج عبودیت سے نکلکر نادان انسان خود خدا بننا چاہتا ہے اور وہ صدق و وفا راستی اور تقوی جسکو خدا چاہتا ہے بازار میں کھڑے ہوکر اگر نظر کی جاوے تو صدہا آدمی ادھر سے آتے ادھر چلے جاتے ہیں لیکن انکی غرض اور مقصد محض دنیا ہے

رفع وہم

خدا تعالے اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے مگر بات یہ ہے کہ دنیا کے لیے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالے خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جاوے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالے قادر ہے کہ ذکریا کیطرح اولاد دیدے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اسکو نہ لے جاوے + مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں + میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جاوے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اسکی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ یا اس خوراک اس کا چھوڑنا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اسطرح جیسے یکہ بان کچھ دور جاکر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تاکہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے طیار ہو جاوے اور دم نہ نکل جاوے۔ مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل و عیال کا بھی اور پھر خدا تعالے کا حق الگ ہے اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ جبر گا اور یہ جدا امر ہے پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش ہر قول و فعل حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقع ہو مگر در اصل عبادت ہوتی ہے + بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے مومنوں کو کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے ان کو

وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ فرمایا

کُلُوْا ایک امر ہے جب مومن اسکو امر سمجھکر بجا لاوے تو اس کا ثواب ہوگا اسی طرح عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اسکے لیے وَیل ہے۔

اسوقت اسلام جس چیز کا نام ہے اسمیں فرق آگیا ہے تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے

خدا کے ساتھ صدق وفاداری اخلاص محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سر سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کرتا رہا ہے اس نے ارادہ کیا ہے اور اسکے لیے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں ایکطرف مامور کو بھیجا ہے جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے دوسری طرف علوم و فنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے اب وہ وحشیانہ حالت سکھوں کے زمانہ کی باقی نہیں رہی اور لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

ایک طرف اتمام حجت کے لیے آسمانی نشان ظاہر کر رہا ہے چنانچہ جب کتاب نزول المسیح چھپکر شائع ہوگی اسوقت سبکو پتہ لگ جاوے گا کیونکہ اسمیں ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نشانات لکھے ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں گواہ موجود ہیں۔ اسکے پھر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جنمیں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے جو اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے کہ کبھی گذشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہوکر داخل بیعت نہیں ہوتے اگرچہ دنیا میں فسق و فجور اور شوخی و آزادی خود روی بہت بڑھ گئی ہوئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلہ میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل کر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انھیں میں سے ہوئے ہیں + خدا تعالے ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا۔ اور کچھ طاعون کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا۔ اور اتمام حجت ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ اور پایونیر

(نمبر ۵)

(سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۴ء)

جب کہ بعض عیسائی مولفون اور مصنفون کی تحریرین ایسی پائی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ہم ان ساری خطرناک تحریکون کے ذمہ دار اور جواب دہ عیسائی واعظون کو ہی قرار دیتے ہیں اور واقعات کی رو سے خود پایونیر کے اپنے کالمون سے ان عیسائی ... کے لیڈرون اور عیسائی پالٹیشنوں کے حوالہ سے پھر پایونیر رقمطراز ہے کہ "ایک خطرہ ملک میں پھیلا ہوا ہے کہ مذہبی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیون سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے"

اس فقرہ پر ہم کو زیادہ کرٹی سِزم کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ یہ خیال غلط اور محض غلط ہے کہ حقیقی مذہب سے کسی قسم کا خوف و خطر ہے۔

البتہ اس پر ہم اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ جس مذہب میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا گیا یا جو مذہب ان حقوق کی تشریح سے عاری اور جو بانی مذہب اپنے نمونہ کامل سے تہیدست محض ہے البتہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن جو مذہب کامل طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تفریق کرتا ہے۔ اور جو اپنے اندر زندہ نمونہ عمل درآمد کا رکھتا ہے وہ تو مویدِ امن عامہ ہے اب پولیٹیکل نگاہ سے اس سوال پر غور کرنا بیشک گورنمنٹ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ امور دنیا سے اسقدر فرصت اور فراغت نہیں رکھتی کہ وہ اس سوال پر غور کر سکے۔

ہم پایونیر کے ساتھ اس بات میں کبھی متفق نہیں ہو سکتے کہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیون سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے"۔ "بہت کچھ" کا لفظ اس فقرہ میں قابل غور ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کسی حد تک گورنمنٹ میں مذہبی تعصب ہے لیکن ہم افسوس سے اسکو تسلیم نہیں کر سکتے۔ ہمکو یقین ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی نسبت کبھی بدظن نہیں کہ اس میں مذہبی تعصب کا کوئی بھی شائبہ ہے ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو طیار ہیں کہ گورنمنٹ کا مذہب بہ حیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اس میں بالکل تعصب نہیں ہے۔

گورنمنٹ نے محض اس خیال سے مذہبی آزادی نہیں دی کہ وہ ہندو مومن یا مسلمانوں سے ڈرتی ہے۔ نہیں بلکہ فیاضی کی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ مذہب کے معاملہ میں انسان فطرتاً آزاد ہے زور یا دباؤ کے ساتھ وہ کسی مذہب کو قبول نہیں کر سکتا یا مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور علاوہ بریں ہم اس امر کے کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کرتے کہ گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی میں تعصب نہ ہونا سترلی بی از بے چادری کا مصداق بھی ہے۔ عملی طور پر عیسائی مذہب گورنمنٹ گورنمنٹ رکھ سکتا ہی نہیں کیا اگر گورنمنٹ انجیل پر عمل کرے تو اسے ملٹری ڈیپارٹمنٹ توڑنا نہ پڑے گا؟ خزانون کی کنجیان اورون کے حوالہ کرنی پڑین؟ اور کوئی انگلستان مانگے تو اسے ہندوستان بھی اس کے سپرد نکر دینا چاہیئے؟ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری نہ پیش کر دینی چاہیئے؟ وغیرہ وغیرہ انجیلی تعلیم نظم ممالک کی روح اپنے اندر رکھتی ہی نہین اور وہ سیاسی قوانین سے عاری ہے اسلئے گورنمنٹ اگر تعصب مذہبی کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہو؟ گورنمنٹ کا مذہبی تعصب نکرنا اور مذہبی پالیسی میں نیوٹرل رہنا ہی اسکے لئے سیاسی اصولون کے ماتحت مبارک ہے ورنہ انجیل پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ ❊

اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری بھی ہے کو مذہبی تعصب سے باز رہے۔ ورنہ دنیا میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو جاوے۔ اور ساری حکمون کا خاتمہ ہو جاوے۔

ایک خطرناک اور خونی منظر سامنے پیدا ہوتا ہے ایک نابکار خونی آتا ہے جسنے ایک قتل عمدا اور خون ناحق کیا ہے۔ وہ ایک گرجا میں جاتا ہے جہان ایک مشنری صاحب سیاہ جبہ اور لبادہ پہنے بیٹھے ہیں وہ اس کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خداوند یسوعؑ پر ایمان لایا اور اپنے گناہون کی گٹھڑی اس پر لادتا ہون وہان وہ بپتسمہ لیکر کرسچینٹی کا سرٹیفکٹ لاتا ہے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے مجسٹریٹ عیسائیت کی روح اپنے اندر رکھکر حکم دیتا ہے کہ جب خدا نے اس کو معاف کیا تو میں اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہون جاؤ بری۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکوؤن کا گروہ آتا ہے جن کی سفاکیون اور جفاکاریون سے ایک عالم نالان ہوتا ہے وہ ایک روشن ٹیمپل چرچ میں جاتے ہیں اور وہاں سے بہشت کے لئے راہداری کا پروانہ لئے ہوئے بچ کر سامنے آتے اور پروا دبیش کرکے کہتے ہیں کہ مقدس باپ (رومن کیتھولکون کی اصطلاح) نے ہمارے گناہ بخشدیئے اور پروانہ راہداری عطا کیا ہے جج حیران ہے کہ اب اس سے بڑھکر شہادت صفائی کیا ہے ان کو چھوڑ دیتا ہے۔

غرض اسطرح خونی۔ قطاع الطریق حرامکار اور قسم قسم کے جرائم کرنے والے کفارہ کا آسرا لیکر آتے اور رہائی پاتے ہین۔ اور دوسری طرف دنیا میں انکے ہاتھ ذبح کئے ہوئے لاشے اور ان کے ورثا وعلس کئے ہوئے بچے اور عورتیں۔ چیخ رہی ہین مگر عیسائی مذہب اصولی طور پر نہ عملی طریق سے چھوڑتا ہے تو بتاؤ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ ایک میدان محشر قائم ہو جاوے۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کے اصولوں کی باریکیون اور ان کے اسرار کو نہین سمجھتے مگر سچ یہی ہے کہ ان باتون کا جواب کچھ نہیں ہے

غرض

ایسی صورت اور حالت میں گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی ضرور رہی ہونی چاہیئے جو ہے۔ اور وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔ اور جب کہ گورنمنٹ عملی طور پر اس طریق کو اختیار کر رہی ہے جو دنیا میں امن اور سلامتی کی روح پھونکنے والا ہے پھر اس پر نکتہ چینی فضول ہے۔

ہم کہیں گے اور ضرور کہیں گے کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کا طریق ہی ایک خطرناک طریق ہے اور اس سے الگ ہو کر بہت کچھ مفاد اور منافع بنی نوع کو پہونچ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی ملکوں میں بہت ہی کم لوگ عیسائی ہیں۔ ورنہ اکثر ان میں سے دہریہ اور فری تھنکر ہیں۔

پس

گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی عیسائی مذہب کی اپنی کمزوری کی زبردست دلیل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب پر قائم نہ رہیں اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں۔ لیکن ہم یہ قبول کرنے کو ہر وقت طیار ہین۔

کہ اگر کوئی مذہب یا ہادی مذہب دوسرے لوگون پر ظلم کرنے یا ان کے حقوق تلف کرنے کی ہدایت کرتا ہے محض اس بنا پر کہ وہ اس کے ہم مذہب نہین ہیں وہ مذہب

ضرور خطرناک ہے۔

اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کسی مذہبی تحریک کو خطرناک کہنا خطرناک غلطی ہے اسقدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد خصوصیت کے ساتھ پایونیر کا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یون رقمطراز ہیں۔

"آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون میں کتنے انگریزون کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخنہ اندازیان ہوئیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ کل ہندوستان میں چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہیں مالک متحدہ اور بنگال میں علیگڈھ والے اور برہم سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔

یہہ دونون فرقے آزاد منش بے تعصب قدرت کے قایل اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں ان کے پرسان حال نہیں ہوتے کہ یہہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لئے بمبئی میں قایم کیا گیا تھا مگر اب وہ پنجاب میں ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے ہم اس وقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔"

ان سطور میں جو پایونیر کے کالمون میں چھپی ہین بعض فقرے اس قابل ہین کہ ان پر خوب غور کیا جاوے اور ان کی حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔

پایونیر پوچھتا ہے کہ "پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے"۔

ہم حیران ہیں کہ اس کا جواب ہم دیں یا خود پایونیر کا لائق ایڈیٹر۔ لیکن چونکہ پایونیر خاموش ہے اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس مہر سکوت کو ہم ہی توڑ ڈالیں۔

اس سوال کا جواب ہم انشاءاللہ کئی پیرایون اور رنگوں میں دینے کی کوشش کرینگے۔ پایونیر کا منشاء اس سے یہ ہے کہ اس تحریک کا بہت ہی کم علم دوسرے صوبوں میں پنجاب کے سوا ہے۔ حالانکہ اس کا علم ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ مذہب اسلام کی دو بڑی تحریکوں یا رخنہ اندازیون میں سے اسکو ایک قرار دیتا ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مذہب اسلام میں ایک رخنہ اندازی کہنا تو سلسلہ عالیہ کی خیانت لائبل ہے۔ جو پایونیر کے کالمون میں ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس سوال کو فی الحال چھوڑ کر منشا

سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ پایونیر کی مراد اگر اس تحریک کا علم گورنمنٹ کو مہیا کرنا ہے تو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ موجودہ وقت میں ... انگلستان اور ... سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اگر ... بہ احمد ... (باقی چھٹے نمبر میں)

(باقی چھٹے نمبر میں)

لطیفہ

ہم حیران ہیں کہ نیشنل کانگرس اور دوسری پولیٹیکل انجمنین اسقدر روپیہ ضائع کرتی ہیں اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ کیون مشنریون سے انجیل کی تعلیم پر عمل کرانے کی درخواست نہیں کرتین اور انجیل کے یہ مقامات پیش کر کے اپنے مطالبہ نہیں کرتیں۔ (ایڈیٹر)

بعض ملکی اور قومی معاملات پر رائے زنی

گورنمنٹ مخاطب ہے

روزانہ پیسہ اخبار ۱۴ جنوری کی اشاعت مین اللوا کے ایک نوٹ کو بسطر ذیل نقل کرتا ہے۔ انگریزوں کو چاہیے کہ ہر ایک امر مین اس بات کا خیال رکھین کہ انکی رعایا

ہندوستان مین سات کروڑ مسلمان

ہر وقت سلطان المعظم کی تابعدار ہیں

ان کو مقدونیہ کے معاملات میں ہرگز ترکی کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔"

ہماری سمجھ میں نہین آتا کہ پیسہ اخبار کے اس نوٹ کے شائع کرنے سے کیا مقصد ہے؟ کیا امر احتیاطاً یہ گورنمنٹ انگلشیہ کو دھمکی نہیں ہے؟ جلی لکھا ہوا فقرہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداری اور فرمان پذیری کی بابت صریح لائبیل ہے اور یا ہندوستان کے [illegible] پیسہ اخبار کی ذمہ داری پر یہی حالت ہے ہندوستان میں رہ کر اور ایسی عادل [illegible] جو گورنمنٹ کے ماتحت [illegible] آزادی [illegible] حاصل [illegible] [illegible] [illegible] والی بات ہے۔ [illegible] پیسہ اخبار کی [illegible] کا پتہ لگ سکتا ہے۔ جو وہ گورنمنٹ کی نسبت رکھتا ہے ہم اپنے ہمعصر کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ آیندہ مسلمانون مین اپنے ایسے بے تکے خیالات کی اشاعت سے مجتنب رہے۔

اگرچہ افسوس ہے کہ ہمکو اس نوٹ کے لکھنے پر بہت کچھ سننا پڑے جسکی ہم پروا نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حق کی لازمی ضرورت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سلطنت ترکی کے متعلق ایک اشتہار شائع کیا تھا اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق کو مسلمانون کے ذہن نشین کرنا چاہا تھا تو ہر طرف سے بداندیش کاٹ کھانے کو دوڑے تھے اور ایسا ہی اب بھی ہو تو تعجب نہیں۔

تجارت بذریعہ اشتہارات

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اشتہارات تجارت کی جان ہیں مگر اس زمانہ مین جہان تجارت کا بازار گرم ہے اشتہارات کی رنگ آمیزیوں نے پبلک کو حیران کر رکھا ہے۔

اور اس فریق سے ملک کو بہت بڑا نقصان پہونچ رہا ہے۔ اخبار جو پبلک کو اپنا موضوع رکھتے ہیں۔ وہ ان اشتہاروں کی ترقی اشاعت کا باعث ہیں اور اس کا باعث صاف ظاہر ہے کہ مشتہرین سے معقول معاوضے ملتے ہیں لیکن اگر اپنے ذاتی نفع کا نام پبلک کو فریب ہے تو بہتر ہے اخبارات آیندہ اپنی غرض کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض ظاہر کرین اور اس دوستانہ پیرایہ میں ملک کے ساتھ دشمنی کرنے سے باز رہیں۔

ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ چاہا ہے کہ اخبارات اس سوال پر غور کرین مگر مطلب کی بات کی خلاف کون کرے۔ افسوس!!!

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو

عید اضحی کی تقریب پر معمول کے موافق ہماری قوم اپنے قومی درسگاہ یعنے تعلیم الاسلام کالج کو نہیں بھولی ہوگی۔ عید فنڈ کے واسطے ہر شہر کی انجمن کے ممبر اور سرگرم ممبر اپنی جگہ پوری تندہی سے کام کرین گے اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے مساکین فنڈ کی امداد کے واسطے بھیجنے مین سرگرمی سے کام لین گے

اس یاددہانی کے ساتھ اگر ہم یہ عرض کریں تو بیجا نہ ہوگا کہ یہ ڈونیشن کنندے بعض آنی اور وقتی ضرورتون کیلئے تو کچھ شک نہیں بہت مفید اور موثر ہوتے ہیں لیکن کالج کے مستقل اخراجات اور مستقل ضرورتوں کے پورا کرنے کی کفیل نہیں ہو سکتے۔ ہان اس کی ایک صورت ہے کہ قوم ایسی تقریبوں اپنے سرفہ و [illegible] فی کس ایک روپیہ لیکر داخل کرے تو ایک مستقل سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوتا اس لئے بار بار قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے آسان راہ یہی ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کا ارشاد ہے ماہوار چندہ دینا لازم سمجھ لین۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد اور حکم کے بعد اور کونسے الفاظ اور تحریک کی صورت ہے۔ امید ہے احمدی قوم اس ضروری حکم کی تعمیل حسب معمول اپنی سعادت کا موجب قرار دیگی

مذہبی دنیا

آریہ سماج میں یہ دونون مہاتما نامی ہیں لالہ ہنسراج جی نے اپنی زندگی کالج پارٹی کے لئے وقف کر رکھی ہے اور لالہ منشی رام جی نے دوسری پارٹی کے لئے۔ اور اب گوروکل کے انتظام میں اپنے وطن جالندھر کو چھوڑ کانگڑی کیطرف پہنچے ہیں۔ ان دونوں لیڈران آریہ سماج کے عجیب راز ایک دوسرے کو ذریعہ کھل رہے ہیں منشی رام پارٹی کا اخبار امرتسر سے ہتکاری نام کا نکلتا ہے۔ جو لالہ آتما رام بھی نکالتے ہیں۔ اس کی ایک تحریر کی نسبت ہنسراج پارٹی کا اخبار آریہ گزٹ مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے جس سے دونوں مہاپرشوں کے حالات پر کسیقدر روشنی پڑتی ہے۔ آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ فروری رقمطراز ہے کہ:۔ "بقول لالہ آتما رام (جیسے کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے) جس پر کار لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں یا سامک بھائیوں سے اپنی بیٹری کی شادی کے موقعہ پر کسی قسم کی مدد قبول کرنا قابل اعتراض امر نہیں تو ویسے ہی لالہ منشی رام کے قرضہ کو ادا کرنیمیں چند اشخاص کا کمیٹی وغیرہ کھولنا انکی سہایتا کرتے ہوئے ان کو غبن وغیرہ کے الزامات سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرنا بھی قابل اعتراض نہیں ہونا چاہیئے آیکی اس نرالی منطق مین شاید ہمارے لئے جائے کلام نہ ہو سکتا۔ اگر آپ نے ہمارے اس نوٹ کو جسکی بنا پر آپنے یہ منطق چھانٹی ہے غور سے پڑھ لیا ہوتا یا تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیتے ہم حیران ہیں کسطرح آپنے ہمارے اس نوٹ سے نتیجہ نکال لیا کہ ہم ان اشخاص کی کوششون کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جنہوں نے بحیثیت لالہ منشی رام کے ایک دوست ہونیکے آپکی شرشتی سہائی رو پچھے بوجہ اس ان کو سبکدوش کرنے کیلئے انکی خاص طور پر بندگی ہے گویا ایک ایسا دشتہ ہے جسکا ہمارے نوٹ سے کیا تعلق تھا۔ کچھ بھی سمجھ نہیں سکتے مگر تا ہم ہم آپکے اس اشارہ مین مشفق الرائے ہیں۔ اور آپکو اپنی طرف سے کلی اطمینان دلاتے ہیں کہ:۔ واقعی لالہ منشی رام کے دوستوں کا مختلف طریقوں سے مختلف مہاتما فنڈ یا روپیہ ان کی واپسی کیلئے کی کوشش کرنا ایک قابل تعریف عمل تھا۔ اور اسکے لئے وہ خاص طور پر پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں جسکا خون بخوبی [illegible] بیار ادی کے لئے یہ روپیہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ اگر ہتکاری اخبار کی اس حجت کو لالہ ہنسراج جی ذاتی خاص موقعہ پر اپنے دوستون سے مدد حاصل کرنے فائدہ اٹھایا ہے تھوڑی عرصہ کیلئے فرض کیا جاوے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا لالہ ہنسراج جی کا اپنے مترون کو کسی قسم کی مدد حاصل کرنا اور ایک شخص کا بد ایمانی سے پبلک کے روپیہ کو خورد برد کرکے اس کا ڈکار تک نہ لینا ایک معاملہ ہو سکتا ہے؟ اور اگر وہاں ریک فنڈمیون کے روپیہ کیا دوسرے الفاظ مین پبلک کے روپیہ کو بیجا طور پر اپنے ذاتی استعمال میں لانیوالے شخص کو پبلک کی نوٹس مین لانا اس شخص کے لئے ایک ذاتی حملہ تصور کیا جا سکتا ہے؟ تو پھر ان لوگوں کو جو دن دہاڑے ڈاکے ڈالتے اور کئی قسم کی بے ایمانیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں گورنمنٹ انکو سزا دیکر کیوں ان پر حملہ نہیں کرتی اور ایسے لوگوں کی باز پرس کیا جانا کیون انکے لئے ذاتی حملہ نہیں سمجھا جاتا ہے؟ گویا بقول آریہ گزٹ کی آریہ سماج کی ایک پارٹی میں ڈاکہ زنی اور بے ایمانی کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ آریہ بھائی باہم جو کچھ کہیں ہماری کیا مجال کیا ہے؟

آریہ سماج کا باہمی دنگل

الحمد للہ کہ اس آریہ سماج کا باہمی دنگل روز بروز ترقی کر رہا ہے الحمد للہ کا لفظ ہمنے آریہ سماج کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اسلئے استعمال کیا ہے کہ اسمیں اب منشی عبد اللہ (نومسلم) مہاتما آریہ پتک بنائے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی برکت آریہ سماج پر نازل ہو۔ آریہ سماج کی کہاس پارٹی میں ایک رکیل صاحب ہیں جو مہاتما جینی جی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ بھی ایک اخبار سنش سدہارنامی۔ اپنے جائے مقام ملتان مین نکالتے ہیں۔ انہوں نے اس اخبار مین کالج پارٹی کے خلاف اور مہاتما منشی رام جی کی تائید مین ایک مضمون لکھا تھا جو ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن دوسری پارٹی کی اخبار آریہ گزٹ کی تند جواب اسکا دیا ہے۔ اس سے اصل مضمون کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ آریہ گزٹ مہاتما جینی جی ایڈیٹر ملتان کی تحریر کے جواب میں لکھتا ہے کہ:۔ "اثنا تحریر مین آپنے جو الفاظ لالہ ہنسراج جی کیلئے بحیثیت ایڈیٹر آریہ گزٹ طنزاً ارشاد فرمائے ہیں انکا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور نہ ہم آپکی طرح شیریں زبانی مین آکر آپکو یہ کہنے کیلئے تیار ہیں کہ آپ اپنے موکلون کی بھی ایسی ہی وکالت کرتے ہونگے جیسی کہ گورو کل کی آپنے اپنے اخبار کے کالمون مین کی ہے۔ باقی رہی آپکی دھمکی جو آپ ہمیں مندرجہ ذیل الفاظ مین دیکر متنبہ فرماتے ہیں۔ "ہم کالج پارٹی کو مطلع کرتے ہیں کہ اس چھیڑ چھاڑ سے باز آکر اپنے کام کو کرتے جاوین ورنہ لاچار ہو کر ہم کو بھی لسے ودیا سماج کی اندرونی حالت کا فوٹو پبلک کے سامنے پیش کرنے کیلئے مجبور ہون گے"۔ جینی صاحب منشی آتما رام جینی اور دیگر آپ کی پارٹی کے لوگون نے پہلے کونسی کوشش اس امر مین اٹھا رکھی تھی جسکو پورا کرنے کی آپ ہمین دھمکی دیتے ہوئے ڈرایا چاہتے ہیں؟ جناب اس سے بہتر ہوتا کہ آپ ہمیں یہ دھمکی دیتے ہوئے اپنے مالندھر اور لاہور کے ان واقعات پر نظر ڈال لیتے جبکہ آپ بعہدہ ہیڈ ماسٹر مستور تھے۔ تو پھر جو کچھ فرماتا آپکو منظور خاطر تھا بڑی خوشی سے اسکے لئے لب کشائی یا خامہ فرسائی کی ہمکو دھمکی دیتے نیز جناب من رہے انکو جنہیں شکل مومنان کرتوت کافران کی مثل صادق آتی ہے جو باوجود کئی طرح کے عیوب کے معیوب ہونیکے اپنی کمزوریون کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اور جو کو تم اور کنادہ جینی اور دیا س سوا اپنے تئین کر دیا غوکا نہیں سمجھتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ مہاتما جینی جی سنا تن ناہ ہیڈ ماسٹر سے ہم کیا کچھ ہوا تھا جسکا اشارہ آریہ گزٹ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہین کہ آریہ سماج میں شکل مومنان کرتوت کافران۔ والے کون سے صاحب ہیں۔ آریہ سماجیون کے حالات آپ تو لوگ ہی جانیں۔ ہماری وہان تک رسائی کہان؟

(سناتن دھرم گزٹ)

استفسار اور انکے جواب

سوال اول - یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب - ہرگز نہیں یہہ توحید کے برخلاف ہے۔

سوال ۲ - جبکہ غائب اور حاضر دونون کو خطاب کر دیتے ہین پہر اسی مین کیا حرج ہے۔

جواب - دیکہو بٹالہ مین لوگ زندہ موجود ہین اگر ان کو یہان سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پہر بغداد مین سید عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جا کر آواز دو تو کوئی جواب نہین آئے گا۔ خدا تعالےٰ تو جواب دیتا ہے جیسا فرمایا۔ ادعونی استجب لکم مگر قبرون والون مین سے کون جواب دیتا ہے پہر کیون ایسا فعل کریے جو توحید کے خلاف ہو۔

سوال ۳ - جب کہ یہ لوگ زندہ ہین پہر ان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے۔

جواب زندگی ایک الگ امر ہے اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ ہماری آوازین بہی سن لین۔ یہ ہم مانتے ہین کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہین۔ مگر ہم نہین مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بہی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہے جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکہو ہم بہی زندہ ہین مگر لاہور یا امرتسر کی آوازین نہین سن سکتے۔

خدا تعالےٰ کے شہید اور اولیاء اللہ بے شک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہین مگر ان کو حاضر ناظر نہین کہہ سکتے۔

دعاؤن کے سننے والا اور قدرت رکہنے والا خدا ہی ہے اس کو یقین کرنا ہی اسلام ہے جو اسکو چہوڑتا ہے وہ اسلام کو چہوڑتا ہے۔ پہر کسقدر قابل شرم یہ امر ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی تو کہتے ہین۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر یا عمر نہین کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے ان کے بہائی موجود ہین۔ یہ شرک ہے کہ ایک تخصیص بلا وجہ کیجاوے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑہ جاتی ہے تو پہر انسان صم بکم ہو جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔

اسلام توحید کے لئے آیا ہے۔ جب توحید کے خلاف چلے تو پہر مسلمان کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگون کو یہ خدا کا حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بہی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تہا۔ اگر وہ بہی ایسے یا کہنے والے ہوتے تو ان کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا۔ بلکہ انہون نے خدا تعالےٰ کی اطاعت اختیار کی تب یہ رتبہ ان کو ملا۔ یہ لوگ شیعون اور عیسائیون کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۳۰ فروری۔ اڈمرل الکسیف مع تمام اسٹاف کے (پورٹ آرتہر سے روانہ ہو کر جنکشن سٹیشن) خاربین مین پہونچ گیا ہے (اگر یہ صحیح ہے تو کل کی یہ خبر غلط نکلی کہ اسے اڈمرل ماکاروف کے آنے تک پورٹ آرتہر ہی رہنے کا حکم ملا ہے۔ وطن)

روس اور جاپان نے امریکہ کی تجویز کے جواب مین لکہا ہے کہ ہم مانچوریا کی حدود سے باہر چین کی حمایت اور بے تعلقی کو نگاہ رکہنے اور اسمین خلل انداز نہ ہونیکو تیار ہیں۔ صوبہ مانچوریا چونکہ میدان جنگ ہے۔ وہ مستثنے رہیگا۔ پورٹ آرتہر سے جو لوگ نکال گئے ہیں۔ اور چینی بندر ینگ کو مین پہنچے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ وہان اب صرف بیس آدمی غیر روسی رہ گئے ہین۔ تاجر اپنا مال و متاع اونے پونے دامون بیچ رہے ہیں۔ تاکہ جلد یہان سے نکلین۔ اسوقت جسقدر اجنبی آدمی وہان موجود ہین وہ یا تو حراست مین ہین یا انکی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ پورٹ آرتہر اب از سر تا پا جنگی قلعہ بن رہا ہے اوسکے تمام مورچون پر بحری توپچی اور گولنداز مامور ہین۔

بندر ولاڈی ووسٹاک سے تمام غیر فوجیون کو نکل جانے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ خوراک کا سامان کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ جو کچہہ ملتا ہے روسی حکام فوج کے لئے فوراً خرید لیتے ہین۔

جاپانی بندر ناگاساکی سے خبر آئی ہے کہ جاپانی بیڑہ نے بندر آرتہر مین روسیون کے چار تارپیڈو شکن جہاز پکڑ لئے۔ روسی اگن بوٹ منڈجور مقیم شنگہائی کی نسبت تازہ خبر ہے کہ جاپانی قونصل مقیم شنگہائی نے پہلے یہ مان لیا تہا کہ اگر روسی جہاز کا کپتان اسکو مستول وغیرہ اوتار دے اور اسے ناقابل سفر کر دے تو اسے بیشک شنگہائی مین رہنے دیا جاوے۔ چینی حکومت نے کپتان کو کہا اور اس نے تعمیل کر دی تعمیل ہو چکی تو اب جاپانی قونصل کہتا ہے کہ نہیں چین کی بے تعلقی تب ہی قائم رہ سکتی ہے کہ اس روسی جہاز کو باہر نکال دیا جائے۔ خواہ وہ کس حالت مین ہو۔

جاپان و فرانس۔ جاپان نے فرانس کو ایک پر تمکنت مراسلہ بہیجکر اس مین افسوس ظاہر کیا ہے کہ فرانس نے قانون ملل کے صحیح معنے نہیں سمجہے۔ ورنہ وہ روسی بیڑہ کو جیبوتی میں ڈیرہ نہ ڈالنے دیتا۔ اور روس کو اجازت نہ دیتا کہ وہ جیبوتی کو ایک طرح سے روسی بحری مرکز اور قاعدہ الجیش بنالے۔

ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکہتا ہے کہ روس کہین وو مہینون مین جا کر مشرق اقصے مین اسقدر فوج جمع کر سکیگا۔ جو جاپان پر غالب آنیکے لئے کافی ہو سکے۔

جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو تار آیا ہے کہ ولاڈی ووسٹاک کے روسی بیڑہ نے جہاز ناکو نورا مرو کو گرا ... مارو کو جزیرہ جاپان کے شمالی حصہ مین اباشتہ تاکرو کے قریب غرق کیا تہا۔ اس کے تمام ملاح اور مسافر سوائے دو کے روسی جہازون نے غرق ہونیسے بچا لئے تہے۔ اور ان کو ولاڈی ووسٹاک لیگئے تہے جہان سے وہ ایک جرمن سٹیمر پر ۲۹ فروری کو ناگاساکی پہنچ گئے۔

جدید خرید کردہ جنگی جہازات کسوگا اور نشین کے انگریز کپتانون کو شاہ جاپان نے خاص باریابی کی عزت بخشی۔ اور دیگر بیش قیمت تحائف کے علاوہ ان کو طبقہ خورشید طالع کے نشان عطا فرمائے۔ (یہ دونون جہاز اٹلی کے بندرگاہ جینوا سے انگریز افسرون اور ملاحون نے جاپان پہنچائے چند جاپانی بحری افسر بہی جو لنڈن کے جاپانی سفارت خانہ سے اٹلی بہیج گئے تہے۔ ان پر موجود تہے۔ مگر جہازون کا کل اہتمام انگریزون کے ہی ہاتہہ رہا تہا۔ وطن)

روس نے کل طاقتون کو مراسلہ بہیجکر اسمین جاپان پر الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے چلمفو اور پورٹ آرتہر کے معرکون میں قانون ملل کی بالکل خلاف ورزی کی ہے قانون ملل یا قانون بین الاقوام سے جسے انگریزی مین انٹرنیشنل لا کہتے ہیں۔ وہ ضوابط و قواعد مراد ہیں جن کو دنیا کے تمام مہذب ممالک کے اعلے مقنن امن اور جنگ دونون صورتون مین سلطنتون اور قومون کے باہمی سلوک اور برتاؤ کے متعلق بکثرت رائے وضع کر چکے ہیں اگر کوئی سلطنت ان کی خلاف ورزی کرے تو اسے معمولی مجرم کی طرح تو کوئی سزا نہین دیسکتا۔ مگر دوسری سلطنتین چاہیں تو اس کا اظہار ملامت کر سکتی ہین۔ اور جو طاقتین خلاف ورزی کرنے والے فریق سے پہلے ہی کچہہ کینہ رکہتی ہون۔ وہ ایسی خلاف ورزی کو جنگ کا بہانہ بہی بنا سکتی ہیں۔ وطن)

اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو جو فرنچ بندر جیبوتی مین مقیم تہا۔ اور اڈمرل وائن نوس کے زیر کمان ہے یورپ واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لنڈن ۳۰ فروری۔ جاپانی فوج ٹائمز کا نامہ نگار دی ہائی وی سے تار دیتا ہے کہ تین جاپانی ڈویژن چلمفو مین اتر چکے ہین۔ یہ فوج ایسے سلیقہ اور حسن انتظام کے ساتہہ جہازون سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر بہی عش عش کرتے تہے۔ دریائے یالو اور پینگ یینگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکہتا ہے اور دونون فریق اس امر سے خوب آگاہ ہین۔

خیال ہے کہ یہ ڈویژن چلمفو سے شمال رویہ بڑہ رہے ہیں (جہازون پر فوج کو مع لوازمات و حیوانات سوار کرنا اور پہر اتارنا آسان کام نہین اس میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اور عموماً بہت سے جانور اور سامان ضائع ہو جاتے ہین۔ وطن)

نوٹ۔ سویڈن ہسپانیہ اور پرتگال کی فوجی تیاریون کی کل والی خبر سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ یورپ کو عالمگیر جنگ کا خوف ہو رہا ہے۔ سویڈن روس کا ہمسایہ ہے۔ اور اسکی تشویش بیشک کسیقدر حق بجانب ہو سکتی ہے۔ مگر ہسپانیہ ہمسایہ کا کیا دخل۔ اور جزائر کناری کا مشرق اقصے سے کیا واسطہ۔ اسی طرح پرتگال کا حقیر جہاز واسکوڈیگاما اور کیا کر سکتا ہے وہ بیشک پرتگال کا کلان ترین جہاز ہے مگر درحقیقت ایک معمولی اگن بوٹ زیادہ وقعت نہیں رکہتا۔ پندرہ پندرہ ہزار ٹن کے جہازون کی جہان ٹکر ہو۔ وہان اس کی کیا بساط اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔ وطن)

بمبئی - ۳۴ فروری۔ بمبئی مین تار پہنچا ہے کہ ایک روسی کروزر اور تین تارپیڈو کشتیان جنوب رو جیبوتی کی طرف جاتے ہوئے جزیرہ پیرم (مقبوضہ انگلستان ہے۔ متصل جیبوتی بنائے باب المندب کا افریقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ وطن) کے پاس سے گذرے جیبوتی مین اس وقت حسب ذیل روسی جہاز ہیں ۹ - ایک مصافی جہاز تین کروزر۔ ایک تارپیڈو اگن بوٹ۔ گیارہ تارپیڈو شکن ایک بار برداری کا جہاز جسپر ۲۷ سو بحری سپاہ ہے۔ اور ایک کوئلہ کے ذخیرہ کا جہاز ہے۔

(خواہ مخواہ) جنوبی امریکہ کی ریاست وینی زولا کی ساتہہ انگلستان فرانس و جرمنی وغیرہ کا جو تنازعہ قرضون کے متعلق پچہلے دنوں ہوا تہا۔ وہ ثالثی کے لئے ہیگ (واقعہ ہالنڈ) کی مجلس ثالثان عالم کے سپرد ہوا تہا اس مجلس مین تمام مہذب سلطنتون کے نائب شامل ہیں۔ روسی وزیر خارجیہ کونٹ موراویف اسکی صدر انجمن ہے۔ (صدارت میعادی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ وطن) اس نے بحیثیت پریزیڈنٹ اس تنازعہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اس مین خواہ مخواہ جاپان کے دعاوی دربارہ مانچوریا وغیرہ کا بہی بعبارت تمام ذکر کیا ہے۔ جاپانی جج جابا نائب نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وینی زولا سے اس معاملہ کا کیا تعلق۔ ان الفاظ کو نکال دینا چاہیے نائب نے اپنی حکومت سے بہی استصواب کیا ہے۔

انگریزی حکومت نے جنرل نکلسن اور کرنیل ہلڈین کے علاوہ جو روسی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہین گے بارہ اور افسر ہر قسم کی فوج کے منتخب کر کے جاپانی فوج کے مختلف دستون کے ہمراہ رہنے کیلئے بہیجے ہیں۔ یہ سب افسر جنرل نکلسن کے ماتحت رہین گے۔ اور ان کی حسب ہدایات کاربند ہون گے (ایسے اتاشیون کے بہیجنے کی غرض و غایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وطن)

روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو حکم ملا ہے کہ وہ بار برداری کے جہازات کو بہی جنپر فوج سوار تہی۔ اور وہ بہی ابہی راستہ ہیں ہی بحیرہ قلزم کے قریب تہے۔ یورپ مین روس کو واپس ساتہہ لیتا آوے۔ انگریزی جہاز مقیم چلمفو پر سوا تین سو روسی ملاح پناہ گزین ہوئے تہے۔ وہ جزیرہ سیلون بہیجے گئے ہین۔ اور مقام دیاتلاوہ مین کہہ جا مین گے۔ (جہان بوئر قیدیون کا کیمپ تہا)

جاپانی افسرون کو پہانسی۔ شمالی مانچوریا کے دریا سنگری کے ریلوے پل کو اڑانے کے اقدام میں جو تین جاپانی ظلیون کے بہیس مین گرفتار ہوئے تہے۔ کورٹ مارشل میں ان کی نسبت ثابت ہوا کہ ان مین ایک جاپانی وستہ انجینیران کا کرنیل تہا۔ ایک بحری فوج کے تارپیڈو بیڑہ مین لفٹنٹ اور دوسرا فوج سفر مینا مین لفٹنٹ کا درجہ رکہتا تہا۔ ان کو اسی وقت ہاربین ہی پہانسی پر لٹکا دیا گیا۔ دیگر ممالک کے قونصل کوشش کر رہے ہیں کہ جنوبی مانچوریا کے مقام نو چنگ کو میدان جنگ سے

باہر کیا جائے۔ وہاں کوئی فرق ہو رہی تردان نہ ہو۔ روس نے اُس مراسلہ میں جو دیگر طاقتوں کو بھیجا ہے اور اس میں جاپان پر قانون ملکی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جاپان نے کوریا پر قابض ہو کر اس حیثیت سے وہاں جس قدر احکام جاری کئے ہیں۔ وہ سب ناقانونًا ناجائز ہیں۔

مکرر حملہ۔ روسی سرکاری خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۴ فروری کی رات کو پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ اُسے پسپا کر دیا گیا۔ اور چار جاپانی مصائبی جہاز اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے۔

جاپانی شکست کی تصدیق۔ چینی بندر چیفو کا فرانسیسی قونصل جاپانی حملہ کی تصدیق کر کے یہ بیان کرتا ہے کہ چار جاپانی جہاز ساحل پر بیکار پڑے ہیں۔ لیکن ابھی دنیا کو اس پر اعتبار نہیں آیا۔ خاصکر بوجہ اسکے کوئی تفصیلی حالات نہیں بتلائے گئے۔

خبر ہے کہ کونٹ لمسڈورف روسی وزیر خارجہ مستعفی ہو گئے۔ اور اس کی جگہ ایم۔ ڈی وِٹ (سابق وزیر مال) مقرر ہوگا۔

نانچوریا سے جسقدر جاپانی چینی بندر چیفو میں آئے ہیں ان سب کا بیان ہے کہ روسیوں نے ان پر ناگفتہ بہ ظلم کئے۔ اور کہ جاپان سے سوگنا بدلہ لینے کی دھمکی جو زار نے دی تھی۔ وہ ایسے مظالم سے پورا کر رہے ہیں۔ جاپان دارالخلافہ ٹوکیو میں خیال ہے کہ چونکہ امیر البحر الیکسف نے ہربن کو اب ہار بن کو اپنا صدر مقام بنایا ہے۔ اسلئے بری معرکہ آرائی میں غالبًا کچھ دنوں کا اور توقف ہوگا۔ پیکن کی خبر ہے کہ چینی حکومت کو یورپ سے اطلاع آئی ہے کہ روس چینی ترکستان میں جرار فوج سواران بھیجنے کی تیاری کر رہا ہے۔ روسی بندر ولاڈی ووسٹاک اور جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی کے درمیان جو بحری تار ہے۔ اُسے روسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ جس سے جاپان آئندہ اس تار پر کوئی پیغام نہیں بھیج سکیگا۔ اور یورپ سے نامہ و پیام کیلئے اُسے چینی بندر شنگھائی اور ہندوستان یا جزائر فلپائن کے بندر مقام مثلاً اور صوبجات متحدہ کے مغربی ساحل کے بندر سان فرانسسکو کے راستہ تار بھیجنے پڑیں گے۔ جاپانی سوداگران مقیم نیویارک (امریکا) پندرہ لاکھ روپیہ اپنے مجروح سپاہیوں کے فنڈ کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں۔ روسی ایڈمرل شاک مجسب زغند میں ہے۔ اگر وہ جہاز لیکر پورٹ آرتھر کے بندر سے باہر نکلتا ہے تو یقینی موت سامنے ہے۔ جاپانی بیڑہ فورًا ان کا کچومر نکال دے۔ اگر خشکی کے قلعوں کی توپوں کی پناہ لئے ہوئے بندر میں ٹھیرا رہتا ہے۔ تو بھی اس بیڑہ کا عدم وجود اس کے ملک کیلئے برابر ہوتا ہے۔ دو انگریزی کروزر موسومہ فار نڈمایبل و رسل کو کوریا جانے کا حکم ہوا ہے۔ فارنڈمایبل کا وزن پندرہ ہزار ٹن ہے رفتار ۱۸ میل زرہ بارہ انچ و ہیز رسل کا وزن ۱۴ ہزار ٹن رفتار ۱۹ میل زرہ گیارہ انچ ہیز ہے۔ دونو پر دیگر توپوں کے علاوہ چار چار بارہ انچ قطر کی نال کی توپیں ہیں۔ وطن)

ہندوستان کی فوج سے ابھی کوئی افسر فریقین کی افواج کے ہمراہ بطور تماشائی رہنے کیلئے نہیں بھیجا جائیگا۔

امیر کابل لڑائی کے حالات روزمرہ سنتے ہیں۔ اور اُس کی رفتار کو بتوجہ زیر نظر رکھتے ہیں۔ انگریزی روزانہ اخبار پو۔ نیا انگوتیا اوسے کابل بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ تازہ خبروں کا برابر علم ہوتا رہے۔ (پشاور کا عملہ امیر صاحب اگر ہفتہ وار کے علاوہ روزانہ وطن کو بھی باقاعدہ امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا رہے۔ تو یقینًا انگریزی اخبارات سے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں یومیہ تار خبروں کا صرف ترجمہ ہی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کی مناسب تشریح و توضیح بھی کر دی جاتی ہے اور یہ فخر اسی ضمیمہ کو حاصل ہے کہ جاپان سے لیکر انگلستان تک کل ایشیا و یورپ کا نقشہ بھی اب تک صرف اسی نے شایع کیا ہے۔ وطن)

جاپانی جہازات کے نام۔ رفتار اور وزن وغیرہ

ہتسوس۔ اساہی۔ شکشما۔ ہر ایک ۱۵۰۰۰ ہزار ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ مکاسا ۱۵۲۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ یاشما۔ فوجی ہر ایک ۱۲۳۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ ٹوکیو اسانا ہر ایک ۹۷۵۰ ٹن رفتار ½۲۱ میل۔ یکومو ۹۸۵۰ ٹن ۲۰ میل + آزومہ ۹۴۳۶ ٹن ۲۱ میل + آذردسو۔ ایواٹ ہر ایک ۹۸۰۰ ٹن ½۲۴ میل + کسوگا ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل + نشین ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل۔ نکاسگو ۴۳۰۰ ٹن ۲۴ میل + کساگی چٹوزی ہر ایک ۴۷۸۴ ٹن ½۲۲ میل + اکتسوکیشما۔ ہشیدیت۔ متسوشما ہر ۴۲۷۷ ٹن ½۱۶ میل + یوشینو ۴۱۸۰ ٹن ۲۳ میل + نیوا۔ تکاچیلیو ہر ایک ۳۷۲۷ ¾۱۷ میل + اتسوشما ۳۱۵۰ ٹن ۱۹ میل + نتاکا نسرشما ہر ایک ۳۴۰۰ ٹن ۲۰ میل + تسوما۔ اکاشی ہر ایک ۲۷۰۰ ٹن رفتار ۲۰ میل

مکرر جاپانی حملہ۔ متضاد بیانات۔ لندن ۲۵ فروری۔ سرکاری خبر ہے کہ ایڈمرل الیکسف نے حسب ذیل تار دیا۔ جاپانیوں نے ۲۴ فروری کو پونے ۳ بجے پورٹ آرتھر پر تارپیڈو کشتیوں سے پھر حملہ کیا۔ اور بندر کے دہانہ میں ۴ سٹیمر جن پر آتش پذیر مصالحہ اور مواد بار تھا۔ غرق کر دینے کو دہانہ کو بند کر دینے کی کوشش کی۔ ہمارے جہاز رٹ وزن اور قلعوں کے توپخانہ نے دو سٹیمروں کو دہانہ کے قریب غرق کر دیا۔ اور پو پھٹنے تک غنیم کی تارپیڈو کشتیوں پر گولہ باری کی۔ دن کی روشنی ہونے پر معلوم ہوا کہ غنیم کے چاروں سٹیمر تباہ ہوگئے ہیں۔ اور کہ اس کی آٹھ تارپیڈو کشتیاں واپس جا رہی ہیں۔ سٹیمروں کے اکثر ملاح کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ کچھ ڈوبے بھی۔ بندر کا دہانہ بالکل صاف ہے۔ غنیم کے جنگی جہازات دو ڈویژنوں میں منقسم ہو کر پیچھے ہٹے۔ تین روسی کروزروں نے تعاقب کیا۔ اور پھر واپس آگئے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ (یہ تار بتا رہا ہے کہ جاپانیوں کے چار جنگی جہاز نہیں بلکہ معمولی سٹیمر بار خالی جہاز روسی لوگوں سے تباہ ہوئے جن کو خود جاپانی بھی غرق کر دینے کی غرض سے ہی لیگئے تھے۔ فرق یہ رہا کہ وہ انکو دہانہ میں غرق کرنا چاہتے تھے تاکہ راستہ بند ہو جائے۔ اور اگر کوئی جہاز ادھر سے گذرے تو بارود سے اڑ جائے۔ مگر روسی لوگوں نے انکو جبکہ وہ ابھی پڑے ہی تھے غرق کر دیا۔ وطن)

لندن ۲۴ فروری۔ سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر ہے کہ آج رات کے حملہ پورٹ آرتھر میں جاپانیوں کے چار مصائبی اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے دیا اور نیز مندرجہ ذیل خبر مندرجہ بالا خبر سے پہلے کی ہیں جن کو ۲۵ فروری کی خبر نے منسوخ کر دیا ہے۔ وطن)

سنگاپور۔ ۲۵ فروری۔ چینی بندر شنگھائی کی خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ منگل کی رات کو پورٹ آرتھر کے حملہ میں پسپا ہوا۔ روسیوں کا بیان ہے کہ چار جاپانی جنگی جہاز ضائع ہوئے۔

کوریا و جاپان۔ جاپان نے کوریا پر اپنا عمل دخل کر کے مارکوئیس ٹاکو کا داکو و کوریا کا وایسرائے مقرر کیا ہے۔ کوریا کا شاہی دربار پایہ تخت سیول میں سخت متوحش ہو رہا ہے۔ جاپانیوں نے شاہی محل پر پہرہ بٹھا دیا ہے کہ شاہ کوریا بھاگ نہ جائے۔

پورٹ آرتھر پر پانچواں بحری حملہ۔ لندن ۲۵ فروری۔ وقت شب۔ روسیوں کا بیان ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۵ فروری کی صبح کو رات کے ایک اور ساڑھے تین بجے کے درمیان پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر سب موقعوں پر پسپا کر دیا گیا۔

روسی قیدی۔ جاپان نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ معرکہ چلیفو کے جو روسی ملاح انگریزی جہاز پر بنیا کے گرفتار ہوئے اور اس وقت جزیرہ سیلون کو چلے آ رہے ہیں۔ انگریزی حکومت ان سے جنگ میں پھر شریک نہ ہونے کا عہد لیکر انہیں اپنے وطن روس کو بھیج سکتی ہے۔ انگریزی حکومت اسکے متعلق روس سے نامہ و پیام کر رہی ہے۔

مشرقی سائبیریا کی جھیل بیکال کے منجمد سطح پر ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے اور اب اس پر سے ٹرینیں گذر رہی ہیں۔

الہ آباد ۲۶ فروری۔ پاونیر کو بتاریخ ۲۵ فروری خاص طور پر لندن سے خبر آئی ہے۔ ایڈمرل الیکسف نے ایک اعلان شائع کر کے اس میں چین کی اعلان بے تعلقی و حیادرت کے ہی پہلو پر ہے۔ اسکے عنقریب اعلان جنگ کر دینے کی خبریں قیاسی ہی ہیں۔ (وطن)

اس مندرجہ بالا تار سے جس میں ۲۴ فروری کے حملہ جاپانیان کے حالات ایڈمرل الیکسف نے بتائے ہیں۔ واضح ہو رہا ہے کہ روسی اپنے مصائبی جہاز رٹ وزان کو جو سب سے پہلے حملہ مورخہ ۸ فروری میں تارپیڈو سے زخمی ہوا۔ پھر تیرا لینے اور ایک حد تک قابل کار بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ فروری۔ جنرل این ہملٹن مشرق کو جاتے ہوئے بروز بدھ ۲۴ فروری کو کولمبو پہنچے۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے اپنی تقرری کی خبر عدن میں ملی میں جنگ سے پہلے کا انگلستان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مجھے چونکہ کچھ عرصہ کیلئے فرصت تھی۔ اور جاپانی افواج کے بغرض جنگ جمع ہونے کی امیدیں لگ رہی تھیں میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رخصت کے دن مشرق کی سیر میں بسر کروں تقرری کی خبر کے علاوہ اور کوئی حکم مجھے ابتک نہیں ملا اور اگر شنگھائی پہنچنے تک بھی کوئی ہدایت اپنی حکومت کی طرف سے مجھے نہ ملی۔ تو وہاں اتر جاؤنگا (جنرل ہملٹن انگلستان کے ایک ممتاز فوجی افسر ہیں۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں بہت ناموری حاصل کی۔ ملکہ چترال میں بھی شامل تھے۔ اس وقت تک افواج برطانیہ کے کوارٹر ماسٹر جنرل رہے آجکل چونکہ کمانوں کی تقسیم اور جدید ترتیب ہو رہی اور یہ آسامی ٹوٹ گئی ہے آپ نے بغرض آرام رخصت لی ہے تقرری سے آپکی مراد بالغالب دو جہ ترقی اقصٰے میں جاپانی یا روسی فوج کے ہمراہ بطور تماشائی مقرر ہونے سے ہے۔ کیونکہ یہ کام بھی کچھ کم ذمہ داری کا نہیں چنانچہ جنرل نکلسن جن کی تقرری بطور تماشائی کی خبر پچھلے ہفتہ شایع ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک ممتاز افسر انگریزی فوج کے ہیں۔ وطن)

روسی سپاہی کی نظام تعریف اور درپردہ توہین

جنرل موصوف نے دوران گفتگو روسی سپاہیوں کی بہت ہی تعریف کی۔ آپنے فرمایا۔ کاسک اچھا عمدہ سوار اول درجہ کے سوار ہیں۔ اور جنوبی افریقہ کے بوئروں کی طرح گھوڑ چڑھے پیادوں کا کام نہایت عمدگی سے دیں گے۔ روسی سپاہی کو نہایت احتیاط سے مشق و قواعد اور فوجی تربیت سکھائی جاتی ہے۔ ان امور میں دنیا کی کوئی فوج اُن سے بہتر نہیں۔ پیدل سپاہی اپنے افسروں کے از حد اور یہاں تک مطیع ہیں کہ اگر وہ اُن کو حکم دیدیں کہ دشمن کی آتشباری اور باڑھوں کے سامنے کھڑے رہو۔ تو وہ دل و جان سے اسکی تعمیل کریں گے۔ خواہ سب ہی ہلاک کیوں نہ ہو جائیں (اس سے آگے درپردہ توہین یا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ وطن) جنرل موصوف نے اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ فن و سامان جنگ کی جدید ترقیات خاصکر نئی رائفل اور بے دود بارود نے طرز جدال و قتال کو بہت کچھ بدل دیا ہے۔ اور آج کل کے زمانہ میں ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر لڑائی کرنا تقریبًا ناممکن ہو گیا ہے (اس جملہ میں ایک طرح روسی سپاہ پر طنز کی گئی ہے جو ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر حملہ آور ہونے کی عادی ہے، یا کم از کم محاربہ روم میں اُس نے ایسا ہی کیا تھا۔ مگر یہ اعتراض صرف روسیوں پر ہی وارد نہیں ہوتا۔ جنوبی افریقہ کے محاربہ تک تمام دنیا کی افواج کی یہی کیفیت تھی اس طریق کے نقص بوئروں نے دنیا پر ظاہر کئے اور اس وقت سے ہی میدان جنگ کو کھلی صفوں میں بکھر کر لڑنے اور حملہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس نئے طریق کو ضرور روسی فوج میں بھی رائج کر دیا ہوگا۔ کاسک روس کے تاتاری النسل مختلف قبیلے ہیں۔ جن میں سے اکثر عیسائی اور کچھ مسلمان ہیں۔ ان کو فوجی خدمت کے معاوضہ میں زمینیں ملی ہوئی ہیں۔ گھوڑے خود کاسک بہم پہنچاتے ہیں۔ سرکار صرف وردی اسلحہ اور راشن دیتی ہے۔ ہر کاسک مرد پر یہ خدمت لازمی ہے۔ مگر امن کے وقت کل تعداد کا کچھ حصہ برسرکار ہوتا ہے۔ سلطان المعظم نے اسی روسی فوج کے نمونہ پر کرد اور عرب قبائل سے حمیدیہ رسالے مرتب کر کے اپنی فوج سواران میں ساٹھ ستر ہزار جانباز و بے تنخواہ سواروں کا اضافہ فرمایا ہے۔ ماؤنٹڈ انفنٹری یعنی گھوڑ چڑھے پیدل اور کیولری یعنی باضابطہ سواروں میں یہ فرق ہے کہ آخر الذکر کا گھوڑا ہر دم رفیق و دمساز ہوتا ہے اسے تمام مشق و قواعد شروع ہی سے گھوڑے پر سکھائی جاتی ہے۔ اور وہ

تردید۔ ۹ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں جو بابو چندولال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے معطل ہو جانے کی صحیح خبر کو بے بنیاد کہا ہے خود بے بنیاد ہے یہ خبر بالکل سچ ہے احکام بھی غالبًا نافذ ہو چکے ہیں ۱۵ مارچ کے بعد پبلک کو عملی طور پر معلوم ہو جاویگا کہ وہ معطل ہو گئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سپاہی شاذ سواروں کے گھوڑے پر ہی سوار رہ کر مصروف پیکار ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ول الذکر در حقیقت پیدل فوج کے سپاہی ہوتے ہیں۔ اور پیدل فوج کی سی ہی مشق و قواعد جانتے ہیں۔ ان کو گھوڑوں پر اسلئے سوار کیا جاتا ہے کہ وہ جلد مقام مقصود تک پہنچ جائیں۔ جہاں پہونچکر وہ عموماً گھوڑوں سے اتر کر دشمن پر آتش باری کرتے اور اس سے لڑتے ہیں گھوڑے پر چڑھے ہونے کی وجہ کر وہ بصورت ناکامی پسپا بھی نسبتاً بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ (وطن) آخر میں جنرل ہلٹن نے بیان کیا کہ یہ رائے قائم کرنا سہل و منشون کا کام نہیں کہ کون فریق غالب آئے گا۔ اس کے لئے بہت سے امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

چینی گیدین۔ بیکن میں مشہور ہے کہ چینی حکومت در الاصل افسروں کو مانچوریا بھیجنے والی ہے۔ دراصل وہی لوگ ہیں جنہوں نے سنہ ۱۹۰۰ء میں اجنبیوں کا قتل عام شروع کر کے دول کو بیکن پر حملہ کرنے پر مجبور کیا تھا یہ ایک نیم مخفی جماعت کے افراد ہیں جو اجنبیوں کو چین سے بیدخل کرنے کی مشترک غرض رکھتے ہیں اور چینی حکومت کے ہی ایما سے ان کی بنا قائم اور کارروائی شروع ہوئی تھی۔ (وطن)

جاپانی کوریا میں بہت سے موقعوں پر فوج جمع کر رہے ہیں جہاں سے پیشقدمی کر کے وہ ان روسی بنادر پر جو دریا یالو کے کنارہ میں حملہ کریں گے جاپانی حکومت نے اپنی فوج کے پہلے آرمی کور کی کمان پر جنرل بیرن کورو کی کو مقرر کیا ہے۔

لنڈن - ۲۶ - جنوری - روسی مانچورین ریلوے لائین کی حفاظت بڑی احتیاط سے کر رہے ہیں۔ سیل سیل کے فاصلہ پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک میں ۵۰ کاسک مامور ہیں۔

روسی پسپائی۔ کوریا میں اس وقت کلہم ایک ہزار روسی سپاہ ہے جوں جوں جاپانی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے۔ توں توں روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ مانچورین لائن کے پل شکری پر تین جاپانی افسروں کو پھانسی کی خبر غلط ہے کیونکہ روسیوں نے ان کے جو نام مشتہر کئے ہیں وہ جاپانی افسران صیغہ سٹاف میں کسی افسر کے نہیں۔ خبر ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ جنگی جہازوں کا روسی بندر ولاڈی واسٹاک کو بھی گیا ہے۔ جاپانیوں نے بصورت کی ... پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔

سنگاپور۔ ۲۶ - فروری - **امریکن قونصل پر پانی کا** ... جنرل مانچوریا کے بندر نیوچوانگ کے امریکن قونصل کو ... روسی سواروں نے جاپانیوں سے ... تو قونصل اور ... سخت ... جاپانی ... امریکن حکومت نے معافی ... (وطن)

لنڈن ۲۶ فروری ... دو تار پیڈو کشتیان ... [illegible]

اور ایک روسی افسر نے جہاز پر جاکر تحقیقات کی کہ آیا یہ واقعی انگریزی جہاز ہے +

جاپانی سفیر مقیم لنڈن کو تار کے ذریعے سرکاری طور پر خبر آئی ہے کہ ۲۴ - فروری کی رات کو جس غرض سے جاپانی بیڑہ نے پورٹ آرتھر پر حملہ کیا وہ پوری ہوگئی۔ اس نے بندر کے دہانہ میں (معمولی جہاز غرق کر کے) اُسے بند کر دیا ہے۔ پہ... ابھی ... ٹوکیو کی طرف سے نہیں آئی۔ مگر اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ (اگرچہ ہم کو یہ تعجب ہے کہ روسی غرق شدہ جہازوں کو باہر نکال کر دہانہ صاف نہ کریں گے۔ ان کا بیڑہ بندر میں مقید رہیگا غرق شدہ جہاز کو اڑا کر راستہ صاف کرنا سہل کام نہیں ہوگا کم از کم پانچ چھ دن لگے گا جس عرصہ میں جاپانی بیفکری کو بار بردار کے جہازوں پر لگا تار فوج خلیج لاؤ ٹنگ کو بھیج سکیں گے۔ وطن)

مشرق اقصیٰ کے انگریزی بیڑہ کے سپہ سالار نے جو روسی پناہ گزین بار برداری ... جنگ جزیرہ سیلون کو بھیجے ہیں۔ وہ ۸ مارچ کو وہاں پہنچیں گے ان کی تعداد حسب ذیل ہے۔ جہاز کا اعلیٰ افسر دو ادنیٰ افسر ۲۲۶ معمولی ملاح و گولنداز۔ جس جہاز پر وہ بھیجے گئے ہیں۔ اس پر تین انگریز افسر اور ۵۰ بحری سپاہی بطور محافظت سوار ہیں۔ ایک روسی تجیر ۲۸ فروری کو ولاڈی وو سٹاک سے بحیرہ اسود کے بندر اوڈیسہ کو روانہ ہوا تھا۔ آسے اب تک وطن پہنچ جانا چاہئے تھا مگر اس کا کچھ پتہ نہیں

بلقان۔ ۲۶ - فروری - ٹرکی اور بلگیریا میں قیام امن کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اس کا انجام اطمینان بخش ہے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی بہت سی باتیں مان لی ہیں۔ اور اب اس تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ٹرکی اور بلگیریا دونوں ایک ہی وقت میں سرحد سے افواج کو واپس کرنا شروع کر دیں۔

موجودہ انگریزی وزارت کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ ۲۴ - فروری کو پارلیمنٹ میں ایک معاملہ میں دو مرتبہ ... اگرچہ گورنمنٹ ہی کے حق میں فیصلہ ہوا لیکن صرف ۱۴ رایوں کی کثرت تھی + نیو یارک (امریکہ) ... کا آباد ترین حصہ ... آگ ... بھیلتی ... رقبہ ... سکان تلف ہوئے۔

لنڈن ۲۷ فروری کی چہارشنبہ بحری حلہ روسی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیوں نے ۲۵ - فروری کو وقت اسبحے دوپہر مقام پورٹ آرتھر پر بہیں سے ... روسیوں پر حملہ کیا فریقین کے بیڑوں اور خشکی کے قلعوں کی باہم آدھ گھنٹہ تک گولہ باری ... جاپانیوں کو ... آرتھر کا کچھ زمانہ رک گیا ہے (جاپانی جن جہازوں کو وہاں غرق کرنے کیلئے لیجاتے تھے۔ مگر بقول روسیان وہ دہانہ سے ورے ہی روسی گولوں سے غرق ہو گئے۔

وہ پڑا ہے اور ناکارہ ہے۔ وطن)

کوریا نے اپنے بندر وجو میں ممالک غیر کو تجارت کی اجازت دیدی ہے (یہ خبر جو یہ سات دن ہوئے پہلے بھی آچکی ہے۔ رائیٹر شاید اس وقت پینگ میں ہیں تھا اور اسے یاد نہ رہا کہ پہلے بھی یہ خبر بھیج چکا ہوں۔ وطن) کوریا جاپان کے ساتھ مل گئی ہے کوری سپاہ جاپانی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ میں روسیوں کا مقابلہ کرے گی۔

جاپانیوں کے جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جاپانی حکومت کو مصارف جنگ کیلئے چاروں طرف سے لگا تار روپیہ چلا آرہا ہے۔ جاپانی مرد و زن نشہ حب وطن میں سرشار ہیں۔ وہ صرف زبانی جوش و خروش نہیں دکھاتے بلکہ عملی حب الوطنی عورتیں بلا تمیز امیر و غریب اپنے زیورات حسینہ میں دے رہی ہیں اور امراء جن کے ان جاگیرداری کے زمانہ کے دفینے اور خزینے چلے آتے ہیں۔ قوم کی ضرورت کے لئے ان کو نکال کر بلا تامل سرکار کے حوالہ کر رہے ہیں۔

جاپانیوں نے ۲۳ - فروری کے حملہ میں چند جہاز غرق کر کے پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بند کرنے کی جو کوشش کی۔ وہ بعینہ اس کوشش کی نقل ہے جو سنہ ۱۸۹۸ء میں امریکہ و ہسپانیہ میں امریکن امیر البحر نے جزیرہ کیوبا کے مقام سنڈیاگو کے بندر میں ہسپانی بیڑہ کو محصور کرنے کیلئے کی تھی۔

متضاد روایات۔ پورٹ آرتھر کے واقعات متعلق فریقین کے بیانات مجمل اور متناقض ہیں تاہم یہ صاف ہے کہ بندر کا دہانہ بند نہیں ہوا ہے کیونکہ روسی کروزر اور تارپیڈو کشتیاں ۲۴ فروری سے بعد بھی برابر بندر سے باہر آتی اور اندر جاتی دیکھی جارہی ہیں۔ کل مقام پورٹ آرتھر فریقین میں دو خفیف بحری معرکے ہوئے۔ آپس میں گتھے نہیں۔ دور سے زور و شور سے گولہ باری ہوئی جسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ البتہ فریقین میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ اس نے دشمن کی ایک دو تارپیڈو کشتیاں غرق کر دیں۔ جاپان کا اس جھیڑ چھاڑ سے غالباً یہ مدعا ہے کہ روسی بیڑہ کو اسطرح مشغول رکھکر اپنے ٹرانسپورٹ جہازوں کو بحفاظت مقامات مطلوبہ تک پہنچا دے۔

کوریا نے بڑے ساحلی پاور ملک کی حفاظت کا تمام انتظام جاپان کے سپرد کر دیا ہے اور کسی اور سلطنت سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ ایک روسی جنگی جہاز زبیرا ایک دخانی جہاز بنالڈ کو بحیرہ قلزم میں تلاشی لی (روسیوں کی یہ کارروائی فضول اور بیہودہ ہے نہیں کہ جاپانی سٹیمر ابھی بحیرہ روم اور انگلستان کے بنادر میں موجود رہ اہے ہیں) چند انگریزی حکومت سے التجا کی کہ انکو انگریزی جھنڈہ نصب کرنے کی اجازت دیجائے جواب ملا کہ جب تک کوئی جہاز انگریزی رعایا کی ملکیت نہ ہو ایسی اجازت نہیں ملسکتی۔ وطن)

تازہ خبریں

جنگ روس و جاپان۔ (لندن ۳ مارچ) روسی تار پیڈو کشتیوں کی واپسی۔ روسی تار پیڈو کشتیاں جو پورٹ سعید آکر روانہ ہوئی تھیں موسم کی خرابی کی وجہ سے کے سبب پورٹ سعید کو واپس آگئی ہیں۔ جاپانی بندر آرتھر سے چلے گئے۔ بندر آرتھر کے ایک سرکاری پیغام تار مورخہ ۲۰۔ ماہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ ۲۶ فروری سے جاپانی پورٹ آرتھر میں نہیں دیکھے گئے۔ روسی کروزرون اور تباہ کن جہازوں نے سائبیریا کے دائرہ میں ان کی تلاش کی ہے مگر ان کا کہیں نشان تک نہیں ملا۔

برٹش افواج کی حرکت۔ بیان ہے کہ ۲۰۰۰ زائد رسالے بھارت مارکو چاہی ہیں جو خیال کیا جاتا ہے بوقت ضرورت چین روانہ کر دئے جائیں گے۔ جنگ ہانگ کا سے جاپانیوں کا قبضہ۔ جنرل پنگ ... رپورٹ کی ہے کہ ۲ ماہ حال کو ... جاپانیوں نے ... سواروں کی ... پیشقدمی کرتے ... اور سمندر سے انہیں ... جو روس کو جنا سپو کو آتی ہے۔ ... جاپانی توپ خانہ بغیر چنچون (شمال مشرقی کوریا) میں آپہنچے گئے ہیں اور خشکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ... روسی ... ہیں۔ رپورٹ کا نامہ نگار سیول "تار دیتا ہے کہ روسی جاپانیوں کو دریا یالو کو راستہ ... کیلئے ... اور روسی ... کر رہے ہیں۔ ... جاپانیوں کی حرکت ... جاپانی ... نہیں ... خلیج ... اور بندر آرتھر میں ... ہو رہی ہیں۔ ... (لندن ۳ مارچ) جاپانی لیو تنگ میں نہیں اتارے گئے ہیں ... مشکل ... بندر آرتھر کا محاصرہ کرنا ... پیٹرس برگ ... حوالہ ... بندر آرتھر سے چلا جائیگا۔

واقعہ بندر آرتھر ... بندر آرتھر کو بند کرنے سے ... مصیبتیں اور تکلیفیں پیدا ہوئی ہیں ... بندر ... کے لئے ... تاریخ ... اہل ... کی حالت ... افواہ ... ہو رہی ہیں۔

ایک افواہ کی تردید۔ (کلکتہ ۴ مارچ) کلکتہ کے اخبارات میں ذیل کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہمیں طور پر سے اطلاع ملی ہے کہ سنگاپور کی یہ خبر بالکل غلط ہے کہ روس و چین کے بنک ڈائریکٹر و لیڈیا سٹاک نے روپیہ کی ادائیگی ملتوی کر دی ہے۔

ایک طول سفر ... (الہ آباد ۴ مارچ) بحری ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ بالٹک کا بیڑہ جہازات چار ماہ کے پہلے بندر آرتھر میں نہیں پہنچ سکتا۔

جاپانی جہازوں کی مرمت۔ (بمبئی ۴ مارچ) اخبار سٹریٹ ٹائمز کا ایک معتبر نامہ نگار تار دیتا ہے کہ جنگی جہاز اور جہاز کروزر ... ۹ فروری ... حملہ میں ... مرمت کیلئے سسیبو بھیجے گئے ہیں۔

مراسلت

ذیل میں ہم اپنے مکرم معظم بھائی مولوی **نذر علی صاحب پشاوری** کی ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو اُمید ہے سید **علی حائری** صاحب لاہوری کی توجہ اپنی طرف کرا سکے گی + **شیعہ** مذہب کی تردید سے مذاق رکھنے والے ان لطائف کو دلچسپی سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

رجعت شیعہ پر چند لطائف

اور

لاہوری مولوی سے استفسار

ریفارمر شیعہ لکھتا ہے۔

(۱) محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء دیگر اور حضرات آئمہ اور محض مومن اور محض کافر یوم الرجعت میں جسکو قیامت صغریٰ بھی کہتے ہیں زندہ ہوں گے اور اُس روز امام مہدی صاحب ظاہر ہوں گے (غایۃ المقصود جلد اول ص ۱)

(۲) امام مہدی کے ظہور پر سب آئمہ زمانہ واحد پر نہ رجوع کرینگے بلکہ مقدم و مؤخر مطابق ترتیب امامت ظاہر ہوں گے۔ **انحصار** رجعون بترتیب ایام **امامتہم** یعنی پہلے علی مرتضیٰ پھر حسن پھر حسین علیٰ ہذا آخر تک (غایت المقصود ص ۱۸۱ و ص ۱۸۹)

(۳) امام مہدی صاحب اپنے مرنے پر امام حسین علیہ السلام کو چارج دینگے اور اپنی مُہر بھی اور امام حسین اُنکو غسل اور کفن دینگے۔ غایت ص ۱۹۹ و ۱۹۰ گویا علی مرتضیٰ اور امام حسن درمیان سے حذف اور رعایت ترتیب بھی ساقط۔ کجا زمانہ واحد کجا قید ترتیب کجا یہ بے ترتیبی۔ فتدبر۔

اب **سوال یہ ہے** کہ ہر سہ اقوال مختلفہ میں صحیح قول کونسا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث کی سند سے ہر ایک قول کو امام معصوم سے منسوب کیا ہے۔ پھر کیا اذا تعارضا تساقطا کے قاعدہ مسلمہ سے ہر سہ قول قابل رد نہیں۔ مولانا صاحب اسی کمال اور بضاعتہ علمی کے گھمنڈ پر حضرت امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہیں۔ جس مذہب کی احادیث اور رواۃ ثقات اور آئمہ علماء کے اقوال میں تعارض کا یہ عالم ہو جو مولوی صاحب کی اس سطر کی عبارۃ میں ظاہر ہے پھر ایسے علماء سے مخاطبہ تضیع اوقات ہے۔ مولوی صاحب! آپنے تو شیعوں کا لقایا تار و پود بھی ادھیڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کے اپنی پردہ دری کرکے اُسپر خط نسخ کھینچ دیا۔

شعر

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

یہ مشتے نمونہ خروارے عرض ہوا۔ اب چند سوال باقی ہیں

چند سوال

سوال اوّل۔ شیعوں کے امام مہدی صاحب امام زمان ہیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء اور آئمہ اور مومنین رجعت میں زندہ ہوں گے تو امام زمان کی پیروی کرینگے یا رسول خدا کی یا علی مرتضیٰ کی مقتدا کون ہوگا

صورت اول

اگر کہو سب بزرگوار امام زمان مہدی صاحب ہی کی پیروی کرینگے اور احکام قضا یا اور حدود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ مہدی کے متعلق ہوگا جیسا کہ ص ۸ غایۃ المقصود پر درج ہے + اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ یازدہ گانہ ماتحتی میں کام کرینگے تو یہ بدیہی البطلان ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم + وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (سورۃ النساء) رسول کی موجودگی میں امام کے اتباع اور منیب کے ہوتے نائب کی تابعداری خلاف شرع اور عقل ہے پھر رسول بھی وہ رسول جو امام الرسل ہو۔ مطابق شیعہ کی تفاسیر کے اولوالامر کا درجہ تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے جو تالی اطاعت رسول ہے ایسا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین امام موجود تھے علی مرتضیٰ امام حسن امام حسین مگر امام الکل کے ہوتے کوئی مدعی امامت و خلافت نہ ہوسکا اور یہی تعریف ہمارے خصم کو بھی مسلم ہے (دیکھو ص ۷ و ۸ غایت جلد اول)

صورت دوم

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل موجود ہوں گے اور سب آئمہ مع امام مہدی صاحب اُنہیں کے تابع ہوں گے تو امام مہدی صاحب کو امام زمان تسلیم کرنا اور اُسکے ظہور کا اس قدر انتظار کرکے خوشی منانا فضول اور عبث ہے بلکہ شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام زمان تسلیم کریں اور انہیں کی آمد ثانی کے منتظر رہیں ایسے پیشوا اور مقتدا کے ہوتے کوئی امام کیا بلا کوئی نبی بھی قابل اقتدا نہیں ہوسکتا فافہم۔

(۲) دوسرا نقص اور اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور رجعت میں تسلیم کیا جاوے تو مولوی لاہوری کی وہ تعریف جو غایۃ المقصود ص ۸ پر زیر لفظ امام اُسنے کی ہے غلط ہوگی وہو ہٰذا۔

(امامت عبارت است از خلافت شخصی از اشخاص از جناب خداوند متعال بہ نیابت رسول مختارانہ برائے بجا آوردن و قائم ساختن قواعد شریعت حفاظت حلقہ ملت بنحویکہ اتباع و پیروی آنحضرت و انقیاد وی بر تمام اُمت واجب باشد و امام در لغت بمعنی مقصود و مقتدا است و در شریعت عبارۃ است از ریاست عامہ تامہ من اللہ در عامہ امور دین و دنیا الخ (ص ۸ غایۃ)

پس بموجودگی رسول اور امام الکل کسی اور امام کی اتباع واجب نہیں۔ اور نہ وہ امام یا خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول کہلا سکتا ہے اور نہ وہ مقتدا ہوسکتا ہے

(۳) مطابق تعریف مولوی صاحب امام زمان کی پیروی اُمت پر واجب ہے تو جناب امیر اور باقی آئمہ یازدہ گانہ جو مفہوم اُمت میں شامل ہیں رجعت میں مہدی کے تابع ہونگے گویا امام مہدی صاحب اپنے جد اولی اور اپنے دیگر آباؤ طاہرین کی بھی اولوالامر اور متبوع اور امام اور مقتدا ہوئے اور اسی کے ضمن میں مولوی صاحب کا وہ کلیہ فاضل و مفضول کا ہے اُسکے اپنے قول سے باطل ہوا جسکے ذریعہ امام فخر الدین وغیرہ علماء پر اسنے خشک منطق کے رنگ میں جرح کی ہے۔ **فتدبر**۔

(۴) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود رجعت میں موجود ہوں گے تو حدیث من لم یعرف **امام زمانہ** الخ کے کیا معنے ہونگے اور امام زمان کس درد کی دوا ہوگا اور امامت جو اصول دین شیعہ سے ہے بیہودہ اور عبث ثابت ہوگی۔ کیونکہ وہ زمانہ پھر زمانہ نبوت ہوگا۔

(۵) والامامۃ خلافۃ اللہ عزوجل و خلافۃ الرسول و مقام امیر المومنین والامامۃ زمام الدین و نظام المسلمین و صلاح الدنیا و عز المومنین والامامۃ رأس الاسلام الخ (ص ۱۰ غایۃ)

الغرض جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوئے تو یہ تعریف بھی باطل ہوئی کیونکہ خلافت و نیابت رسول کی غیر حاضری میں یا اُس کے بعد ہوتی ہے نہ اُسکی موجودگی میں بلکہ اُس کی موجودگی میں خلیفۃ اللہ اور امام زمان اور مقتدا وہ خود ہی ہوتا ہے نہ اُسکا غیر پس امام زمان صاحب آپ کے نہ خلیفۃ اللہ ہوئے اور نہ خلیفۃ الرسول نہ مقتدا اور نہ امام بلکہ وہم اور گمان

سوال دوم۔ اگر قریب زمانہ ظہور امام میں ایک شیعہ مر گیا ہو اور اُسکا ورثہ بین الورثاء تقسیم ہوچکا ہو پھر وہی شخص یوم الرجعت میں زندہ کیا جاوے تو وارث مقتسم کے نسبت شرع محمدی میں کیا حکم ہے کیا متوفی جو زندہ کیا گیا ورثا سے اپنا مال واپس لیگا اور اس قسم ردمیراث کا حکم قرآن میں کسجگہ درج ہے۔

سوال سوم۔ اگر متوفی کی زوجہ سے کسی دوسرے شیعہ نے نکاح کر لیا ہو تو متوفی کی واپسی پر عورت کس کی ہوگی پہلے اصلی شوہر کی یا دوسرے کی مرافعہ شرعی پر قرآنی فیصلہ کیا ہے۔

غرضکہ ایک بیہودہ مسئلہ کے ماننے پر دلیلِ فانی موضوعات سے ہو منزلہ نقص میراث میں اولاد نکاح وغیرہ میں پیش آتے ہیں جن کا فیصلہ اس قرآن کریم اور فرقان حمید میں مذکور نہیں۔ البتہ مصحف فاطمہ اور علی کے قرآن میں جو امام مہدی صاحب غار سر من رای میں ساتھ لے گئے ہیں لکھا ہو تو عجب نہیں۔ ہاں یاد آگیا ایک اور صحیفہ بھی ہے وہی صحیفہ طولہا سبعون ذراعاً فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم۔ و تکون عندہ صحیفۃ فیہا اسماء و اعداد۔ اور وہ صحیفہ ستر گز لمبا اور ران شتر کی برابر موٹا ہے اور سترہ ہزار آیت والا قرآن اور جفر جامع ہے امام صاحب کے پاس ہیں (اصول کافی ص ۱۴۶) فقط

خاکسار نذر علی از پشاور۔

ہم اور ہمارے ناظرین

جو بزرگ الحکم کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالے اُنکو جزائے خیر دے اور اُنکی ہمتوں میں برکت دے۔ آمین۔ قومی کاموں میں جب تک قومی قوت کام نہ کرے کچھ نہیں ہوتا۔ الحکم کی خدمات کے اعتراف یا اسکی ترتیب مضامین کی برجستگی وغیرہ کے متعلق جو بزرگ تحریر فرماتے ہیں۔ میں اُن کے حسن ظن کا شکر گذار ہوں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ مجھے صرف ذاتی تعریف کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی اعتراف خدمات کا بہترین ذریعہ ہے

الحکم کی اشاعت میں سعی کرنا:

اگر آپ الحکم کو پسند کرتے ہیں تو کیا آپ نے ارشاد نبوی نہیں پڑھا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اسکی طرف توجہ نہیں دلاتے ؟

۱۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ڈیرہ غازیخاں سے الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے خریداروں کے نام بھیج رہے ہیں۔

۲۔ منشی عبد الحکیم صاحب پُرنیا سے الحکم کے لیے غیر معمولی کوشش سے کام کر رہے ہیں وہ ایک دس بارہ خریدار دیچکے ہیں اور ابھی اُنکی ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا

۳۔ جناب ابو سعید عرب صاحب نے رنگون میں بہت سے خریدار پیدا کیے ہیں۔ عرب صاحب کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے وہ قادیان سے باہر اب غالباً نہیں رہ سکتے۔ اُنکے خطوط شوق سے بھرے ہوئے آ رہے ہیں کہ وہ قادیان جس قدر جلد ممکن ہو آنا چاہتے ہیں اللہ تعالی صحت و عافیت سے اُنکو اپنے اس مبارک ارادہ میں کامیاب کرے۔ آمین

الحکم کی اشاعت ایران میں بھی ہونے لگی ہے

چنانچہ الحکم خدا کے فضل سے مشہد میں جا پہنچا ہے۔ ایران میں الحکم کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ہمکو مزید فکر ہو رہی ہے +

الحکم میں جنگ روس و جاپان کی خبروں کا سلسلہ قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس سے الحکم کی اشاعت پر مفید اثر پڑ رہا ہے۔

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسی نہ کسی قدر ناساز چلی جاتی ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ضعف و مرض کا سارٹیفکٹ اپنی پیشگوئی میں دیچکے ہیں کہ وہ آنے والا مسیح موعود دو زرد رنگ کی چادروں میں آئیگا جس کے یہی معنی ہیں تاہم اعلیٰحضرت کا معمول ہے کہ آپ باجماعت نماز میں حتی الوسع شریک ہونے سے نہیں رُکتے +

خاندان رسالت کے تمام ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں اور ان کے قلم قرآن کریم کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے اظہار کے لیے آجکل خوب چل رہے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے شیعہ مذہب پر ایک چٹھی لکھی تھی جو الحکم میں طبع ہونیکو تھی مگر وہ چٹھی اچھا خاصہ کئی جزو کا رسالہ ہوگئی اسلیے الگ طبع ہونے کے لیے پریس میں جاچکی ہے اور مولوی صاحب ابھی لکھ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ ستیارتھ پرکاش کے اُس حصہ پر قلم اُٹھانے والے ہیں جو آریہ سماج کے بانی دیانند نے اسلام کے خلاف لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح قدس سے تائید فرمائے

۳۔ عید اضحیٰ دارالامان میں ہفتہ کو ہوئی۔ مولانا نورالدین صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ بیرونجات سے بہت سے احباب شامل ہوگئے تھے

۴۔ اس ہفتہ دارالامان میں خوب بارش ہوئی۔ و ریلا

۵۔ ہولی بھی ہو چکی۔ قادیان کی گلیوں میں بھی خاک دھول رنگ گلال اُڑا اور وہ سوانگ بھی نکلتے رہے جنمیں بعض نوجوان لڑکے زنانہ صورتوں میں پبلک کے سامنے جلوہ گر ہو کر کسقدر شرم کی بات ہے کہ مردانہ عظمت کو چھوڑ کر عورتوں کا لباس اختیار کرتے ہیں یہ زنانہ پن ہے معلوم نہیں کیا فائدہ۔

ہمارے مقدمات

۹ مارچ ۱۹۰۴ء کو لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں پھر پیشی ہوئی۔ پہلو مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور پیروکار منجانب حضرت اقدس علیہ السلام کے تار کے متعلق جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا تھا ذکر ہوا۔ کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونیکے حاضر نہیں ہوسکے اسلیے مقدمہ کا التوا ہوا مگر عدالت نے بایں وجہ کہ خواجہ صاحب بھی پیروکار تھے مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لیے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرۃ اقدس کی تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پہلی پیشی پر پڑھنے کیلیے لیا تھا اور آج اسکا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جاوے یا نہ۔ عدالت نے اسکے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اسلیے شامل مثل کیا گیا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جسمیں انھوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیانات اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کرکے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ مارچ وہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اسکے بعد مقدمہ ۱۴۱ برخلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوگی اور ان اعدہ مجسٹریٹ نے ہر دو مقدمات کا یکجائی فیصلہ سنانیکا وعدہ کیا ہے ۹ کی شام تک معلوم نہیں کہ وہ کس تاریخ پر سنائیں بعد میں اطلاع دیجائیگی

حضرت **حجۃ اللہ علیہ السلام** کا تازہ **الہام**

(میدان میں فتح نمایاں تجھے دے گا)

الہام شب درمیانی ۲۸-۲۹ فروری ۱۹۰۴ء

طاعون زدہ گاؤں سے نکلنا

حضرۃ حکیم الامۃ سے بطور استفسار عرض کیا گیا کہ جس گاؤں میں طاعون پڑی ہوئی ہو اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا میدانوں میں بطور علاج نکل جانا چاہیے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا کھلے میدانوں میں نکلنا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے بلکہ ضروری ہے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض استفسار اور اُن کے جواب

میاں کریم بخش صاحب نے جو ریاست نابھہ سے آئے ہوئے تھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے شبہات کو بطور سوال کے عرض کیا کہ مردہ کو جو قل کیے جاتے ہیں یا مردہ کو دفن کرکے بیٹھکر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس حکیم الامۃ نے فرمایا کہ انکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ فضول باتیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ مخالف کا جنازہ پڑھنا اس سے بھی آپ نے منع فرمایا۔ پھر پوچھا کہ بعض عورتیں مہر نہیں بخشتیں۔ فرمایا کہ مہر ادا کرنا چاہیے۔ عورتیں مہر کے بخشنے کے واسطے مجبور نہیں ہوسکتیں یہ انکی شرافت ہے جو بخشدیتی ہیں۔ پھر عرض کیا کہ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ زیور دو خواہ سود پر قرض لو۔ آپ نے منع فرمایا کہ سود لینا اور دینا دونو حرام ہیں۔

محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق

(وہی نوٹ سسٹم)

گزشتہ اشاعت میں ہم نوٹ سسٹم کے متعلق کسی قدر بحث کر آئے ہیں اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ تو نا ممکن ہے کہ نوٹ سسٹم کا طریق بالکل اڑا دیا جاوے کیونکہ اتنے بڑے عظیم الشان محکمہ کا انتظام کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اور نہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ہر امر کے متعلق خود چھان بین کرتے پھریں۔ ایک پوسٹ مین کی شکایت ہو تو صاحب بہادر دورہ کریں آخر یہ انتظام تو اسی طرح چل سکتا ہے کہ ایک عملہ ماتحت اس کام کو کرتا رہے اور جہانتک ممکن ہو صاحب بہادر کے وقت کو جو بہت ہی قیمتی اور گرانقدر ہوتا ہے بچایا جاوے چھوٹے چھوٹے کاموں سے نکالکر اعلیٰ اور ضروری امور کے انصرام میں اسکو صرف کیا جاوے اس لیے کوئی صاحب ہماری تحریر سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم سرے سے ہی نوٹ سسٹم کے مخالف ہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ سراسر غلطی پر ہے نوٹ سسٹم رہے اور ضرور رہنا چاہیے مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کی **اصلاح** ہو اور یہ خاص ہدایتوں اور احکام کے ماتحت کیا جاوے۔ موجودہ طریق نوٹ نویسی سے اگر بہت سی خرابیاں پیدا نہوں (جو اگرچہ پیدا ہوتی ہیں) تو کم از کم پیدا ہونے کا احتمال تو یہ ہے پھر اس احتمال کو بھی کیوں دور نہ کیا جاوے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل یا دیگر نیکدل ذمہ وار آفیسر حتی الوسع سعی کرتے ہیں کہ اسکے ماتحت اور زیر دست ملازموں اور کلرکوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور انھوں نے جب انکو موقع ملا ہے یا صحیح واقعات تک رسائی ہوئی ہے ہمیشہ ان امور پر توجہ کرنیکی سعی کی ہے جیسا کہ ہم دکھائیں گے لیکن اگر انکو اطلاع ہی نہ ہو یا خدانخواستہ غلط اطلاع ہو جاوے تو پھر جس ملازم کے حقوق پر چھری پھر جاوے اسکی تلافی اور تدارک کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ہم مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جسکو صحیح ہونیکا ہمکو یقین دلایا گیا ہے اور (اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہم محکمہ ڈاکخانہ کی جائز اور صحیح اطلاع پر اسکی اصلاح کے لیے طیار ہیں) اگر اس واقعہ کے پورے حالات صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر تک پہنچتے تو ممکن نہیں تھا کہ ایسی غلط کارروائی ہوتی جو ہوئی ہے۔ اور جسکا اثر آخر صاحب موصوف کے انصاف پر ہوتا ہے حالانکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صاحب موصوف کا اس میں کوئی قصور نہیں آپ کے نزدیک سب لوگ برابر ہیں

دیوی دتا مل اور جلال الدین دو کلرک

امرتسر ڈویژن میں تھے ان دونو کی تبدیلی ہیڈ آفس گورداسپور میں کی گئی جہاں اُن دونوں نے ہی جانے سے انکار کیا۔ اس حیرت پر ان دونو کو معطل کیا گیا یہانتک ان کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ وہ مساوی ہے لیکن اب آیندہ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا جاتا ہے اور اس مساوی سلوک پر کم از کم کوئی اعتراض طرفداری یا دھڑے بندی کا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس تعطل کے بعد جب دونو نے اپیل کیا تو نتیجہ اپیل یہ ہوتا ہے کہ بابو جلال الدین ایام معطلی کی تنخواہ ڈیوٹی کے حساب سے لیں۔ اور منشی دیوی دتا مل معطلی کے دن رخصت بلا تنخواہ کے دن سمجھے جاویں اب یہ راز ہمپر یا پبلک پر نہیں کھلتا کہ جب دونو ایک ہی جرم کے نیچے سزایاب ہوئے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کے ساتھ یہ رعایت اور دوسرے کے ساتھ وہ سلوک +

پھر اسی پر بس نہیں دیوی دتا مل اپنے اس تفرقہ کے متعلق اپیل کرتا ہے بجائے اس اپیل میں بجائے اسکے کہ اسکے متعلق نافذ شدہ احکام پر نظر ثانی کیجاتی اسکو بجائے ۲۵ کے ۱۵ پر کر دیا جاتا ہے اور یہ ابھی تک کسی پر نہیں کھلا کہ اپنا حق مانگنے یا کم از کم بہت رحم پر یہ سلوک کس جرم کی پاداش ہے ممکن ہے کہ اسکے بعض اس قابل ہوں کہ وہ اسکو ۱۵ کا کلرک بنا دیں لیکن نادیدہ پبلک اس سے کسطرح آگاہ ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ اس نوٹ سسٹم کی خرابی ہے۔ اسکے بعد کہا جاتا ہے کہ دیوی دتا مل پہ ہے لیکن کس جرم پر سزا کیا جیتی

سننے میں آیا ہے کہ سوئے زاید اپیل پر بھی شنوائی نہیں ہوئی اتنے دوسرے بہادر تک کوئی رپورٹ میں اندھیر کیا الفاظ میں تار دیا نوٹ مارا ہے اب یہ اندیشہ ہمیں لاحق ہے کہ ہماری یہ تحریر بھی اسکے حق میں ہم قاتل ہو اور اسی کو اس معمولی کا مجرم سمجھکر اسپر کچھ نہ کیجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دیوی دتا مل کو اس تحریر کا اسکی اشاعت تک بھی کوئی علم نہیں ہے اور شاید بعد میں بھی دیر کے بعد ہو۔ مگر کیا کیا جاوے معترض کیا صبر کریگا اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل اب بھی اس کیس کو منگوا کر ملاحظہ فرمائیں تو پتہ ملسکتا ہے کہ اسکی تہ میں کیا اصلیت ہے۔ صاحب بہادر انصاف اور حق پسندی سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑینگے جہاں ایک معمولی سی شکایت خلاف ڈاکخانہ کے متعلق وہ پوری توجہ اور سعی سے کام لیتے ہیں ڈاکخانہ کے ملازموں کے حقوق کی حفاظت پر اور بھی توجہ کرینگے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آپکے دست و بازو ہیں تو آپکے لیے بمنزلہ اولاد کہیں توبجا ہے۔ نوٹ سسٹم میں کیا خرابیاں ہوتی ہیں یہ ہم دوسرے نمبر میں بتائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

قادیان کا ڈاکخانہ

ہم جناب خلیفہ شیخ محمد فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے ہماری تحریروں پر ہمیشہ توجہ کیا ہے الحکم کی کسی پہلی اشاعت میں ایک کیش اوورسیئر کی ضرورت بتائی گئی تھی آپنے توجہ فرمائکر شب شنکر اوورسیئر کیش اور ہر سال مقرر کر دیا۔ اب اُمید نہیں کہ کبھی قادیان کے ڈاکخانہ میں کوئی روپیہ کیش کی کمی کیوجہ سے تقسیم نہوں۔ خلیفہ صاحب کی انتظامی قابلیت اس ڈویژن میں بہت اصلاحیں کرا رہی ہے چنانچہ ایک انسپکٹر کے کام کو دو انسپکٹر ایک یادوا اوورسیئر کے بجائے اب چار اوورسیئر کام کر رہے ہیں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قادیان سے جانیوالے ہرکارہ کو جو مقام بٹالہ رات کو رہنا پڑتا ہے اسکے رہنے کیواسطے کوئی انتظام نہیں ہے اسلیے جب تک کوئی مکان ہرکارہ کیلیے نہو اسکو سخت تکلیف ہوتی ہے سرکاری مکان جلد ہونی چاہیے۔ اسکے سوا ان ہرکاروں کو لیے یا نخریدیہ بالکل ہی نکمی تنخواہ ہے۔ کم از کم نو روپیہ نہیں تو نے تو مزید ملاکریں جس سے اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس سوال کو نظر انداز نفرما دینگے۔

ڈاکخانہ قادیان کے سب پوسٹماسٹر بابو نذر الدین کی جگہ منشی اللہ دیا سب پوسٹماسٹر سری گوبند پور تبدیل ہو کر آئے ہیں جو پہلے بھی یہاں کام کر چکے ہیں بابو صاحب جہاں گئے ہیں وہاں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں ہمیشہ افسران بالادست اور پبلک کی تعریف کے مستحق رہے ہیں ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے قادیان کی پبلک کو بہت شکرگذاری کا موقعہ دینگے

ڈاکخانہ بھام ہرچووال میں ہو

ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اس طرف متوجہ کریں کہ بھام بجائے ڈاکخانہ کو ہرچووال میں کیا جاوے کہ اکثر حکام وہیں رہتے ہیں اور وہاں ایک معروف جگہ ڈاکخانے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +